Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

MAHAR M.
MAZHAR KATHIA
Official Chanel
Youtube.com

اُردو آٹو گراف بُک

پروفیسر مناظر عاشق ہرگانوی

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

مہر آن لائن کمپوزنگ سنٹر چشتیاں سے بی ایس، ایم فل اور پی ایچ ڈی تھیسز صرف تین دن میں کمپوز کروائیں۔ ۲۴ گھنٹے سہولت

"کتاب خزانہ" کی دُنیا میں خوش آمدید۔

Mahar Online Public Library

خود بھی شمولیت اختیار کریں اور دوستوں سے لنک شئیر کریں۔

اپنے قیمتی ڈاکومنٹس مناسب ریٹس پر ہمیشہ کے لیے محفوظ کروائیں اور جب چاہیں واپس لیں۔

اپنے ریسرچ ٹاپک کے متعلق ریختہ ویب سے کتب ڈونلوڈ کروانے اور سابقہ تھیسز حاصل کرنے کے لیے رابطہ کریں۔

مہر محمد مظہر کاٹھیا (ایم اے اُردو)

کامیابی کے (۴) سال

اب آپ کو تھیسز کمپوزنگ کے لیے کہیں جانے کی ضرورت نہیں۔ گھر بیٹھے اپنا سنوپسز اور تھیسز پروفیشنل انداز میں کمپوز کروائیں۔ نیز مقالے کی کمپوزنگ مع پروف ریڈنگ کروانے کی سہولت۔

وٹس ایپ نمبر: 0303-761-96-93

تمام کتابیں ریختہ ویب سائٹ سے ڈون لوڈ کی جاتی ہیں۔ کسی بھی کتاب کو سکین یا پی ڈی ایف نہیں کیا جاتا۔ دستیاب کتب خریدنے کی عادت ڈالیں۔

اب تک وٹس ایپ گروپ کی تعداد پانچ، آیئے آپ بھی ہمارے وٹس ایپ گروپ "کتاب خزانہ" کا حصہ بنیں۔

Total PDF: 77000 are Available.

2021ء تک ممبران کی تعداد تقریباً: 1250

ریختہ ویب سائٹ سے کسی بھی کتاب کا پرنٹ حاصل کریں۔ ہوم ڈیلیوری فری

ایم فل اور پی ایچ ڈی تھیسز کے متعلق رہنمائی اور کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں۔

فیس بک، ٹیلی گرام "کتاب خزانہ" گروپ لنک سے تمام کتابیں ڈون لوڈ کریں:

www.facebook.com/groups/537746779706694

https://t.me/joinchat/YMfAj2G2OgA1OGVk

Mazhar03037619693@gmail.com

Twitter.com/@mazhar1kathia

سکالر حضرات اپنے موضوع سے متعلق بنیادی اور ثانوی کتب کے لیے آگاہ کریں۔ تلاش کرنے کی مکمل کوشش کی جائے گی۔

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

اردو آٹو گراف بُک

پروفیسر مناظر عاشق ہرگانوی

ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی

rekhta

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

© مناظر عاشق ہرگانوی

URDU AUTOGRAPH BOOK

by

Prof. Manazir Ashiq Harganvi
Kohsaar, Bhikanpur,3
Bhagalpur-812001 (Bihar)

Year of Edition 2015
ISBN 978-93-5073-589-3
₹ 150/-

نام کتاب : اردو آٹوگراف بک
ترتیب وتہذیب : پروفیسر مناظر عاشق ہرگانوی
سنِ اشاعت : ۲۰۱۵ء
قیمت : ۱۵۰ روپے
مطبع : روشان پرنٹرس، دہلی۔۶

Published by
EDUCATIONAL PUBLISHING HOUSE
3191,Vakil Street, Kucha Pandit, Lal Kuan, Delhi-6(INDIA)
Ph : 23216162, 23214465, Fax : 0091-11-23211540
E-mail: info@ephbooks.com,ephdelhi@yahoo.com
website: www.ephboekcom

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

فہرست

☆ **گفتنی**: پروفیسر مناظر عاشق ہرگانوی 07
○ آزاد گلاٹی (گڑگاؤں) 47
○ ابراہیم اشک (ممبئی) 47
○ ابوالکلام قاسمی (علی گڑھ) 48
○ احسان سہگل (ہالینڈ) 48
○ احمد سجاد (رانچی) 49
○ احمد فراز (پاکستان) 49
○ احمد کمال پروازی (اجین) 50
○ احمد یوسف (پٹنہ) 50
○ اختر الواسع (دہلی) 51
○ اسحاق ملک (حیدرآباد) 51
○ اشفاق احمد (کناڈا) 52
○ اصغر علی انجینئر (ممبئی) 52
○ اصغر ویلوری (چینئی) 53
○ اظہار اثر (دہلی) 53
○ اظہر نیر (دربھنگہ) 54
○ افتخار امام صدیقی (ممبئی) 54
○ اقبال مسعود (بھوپال) 55
○ امام اعظم (دربھنگہ) 55
○ امجد اسلام امجد (پاکستان) 56
○ انتظار حسین (پاکستان) 56
○ انجم رومانی (ممبئی) 57
○ انور شیخ (برطانیہ) 57
○ انیس دہلوی (دہلی) 58
○ ایم زیڈ خان (رانچی) 58
○ بشیر بدر (بھوپال) 59
○ بیگ احساس (حیدرآباد) 59
○ بلراج کومل (دہلی) 60
○ بی ایس جین جوہر (میرٹھ) 60
○ پرویز شہریار (دہلی) 61
○ پیغام آفاقی (دہلی) 61
○ ترغیب بلند (ڈنمارک) 62
○ ترنم ریاض (دہلی) 62
○ جگن ناتھ آزاد (جموں) 63
○ جمال اویسی (دربھنگہ) 63
○ جمیل منظر (کولکاتا) 64
○ جوگندر پال (دہلی) 64
○ جینت پرمار (احمدآباد) 65

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

- چندر بھان خیال (دہلی) 65
- حامدی کاشمیری (سری نگر) 66
- حسن رضا (مظفر پور) 66
- حسین الحق (گیا) 67
- حفیظ انجم کریم نگری (آندھرا پردیش) 67
- حقانی القاسمی (دہلی) 68
- حنیف ترین (عرعر، سعودی عرب) 68
- حنیف کیفی (دہلی) 69
- حیدر قریشی (جرمنی) 69
- خالد حسین خاں (میرٹھ) 70
- خالد محمود (دہلی) 70
- خاور نقیب (اڑیسہ) 71
- خلیل الرحمٰن اعظمی (علی گڑھ) 71
- خواجہ محمد اکرام الدین (دہلی) 72
- راج بہادر گوڑ (حیدرآباد) 72
- راشد انور راشد (علی گڑھ) 73
- رام لعل (لکھنؤ) 73
- رضوان احمد (پٹنہ) 74
- رفعت سروش (دہلی) 74
- رونق نعیم (رانی گنج، بنگال) 75
- ریحانہ محمد علی (رانچی) 75
- زیب غوری (کانپور) 76
- ساجدہ زیدی (علی گڑھ) 76
- ساحر شیوی (برطانیہ) 77
- ستیہ پال آنند (امریکہ) 77
- سرور عثمانی (رانچی) 78
- سردار جعفری (ممبئی) 78
- سلام بن رزاق (ممبئی) 79
- سلام سندیلوی (گورکھپور) 79
- سلیم شہزاد (مالیگاؤں) 80
- سوہن راہی (برطانیہ) 80
- سید احمد قادری (گیا) 81
- سیفی سرونجی (مدھیہ پردیش) 81
- شارب ردولوی (لکھنؤ) 82
- شارق جمال (ناگپور) 82
- شان بھارتی (بجوا۔ دھنباد) 83
- شاہد ماہلی (دہلی) 83
- شائستہ انجم نوری (پٹنہ) 84
- شفق (سہسرام) 84
- شفیقہ فرحت (بھوپال) 85
- شکیب ایاز (پٹنہ) 85
- شمس الرحمٰن فاروقی (الہ آباد) 86
- شمیم طارق (ممبئی) 86
- شمیم قاسمی (پٹنہ) 87
- شہپر رسول (دہلی) 87
- شہود عالم آفاقی (کولکاتا) 88
- شین کاف نظام (جودھ پور) 88
- صابر ارشاد عثمانی (برطانیہ) 89
- صابر گوالیاری (اندور) 89
- صادق (دہلی) 90
- صفیہ صدیقی (برطانیہ) 90
- صلاح الدین پرویز (دہلی) 91

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

- صلاح الدین نیر (حیدرآباد) 91
- ضیاءالرحمٰن غوثی (دہلی) 92
- عبدالاحد ساز (ممبئی) 92
- عبدالغفار عزم (برطانیہ) 93
- عبدالقوی ضیا (کناڈا) 93
- عبدالواسع (مظفرپور) 94
- عتیق اللہ (دہلی) 94
- عثمان انجم (وشاکھاپٹنم) 95
- عذرا پروین (لکھنؤ) 95
- عزیز اندوری (اندور) 96
- عزیز پریہار (لدھیانہ) 96
- عطا عابدی (پٹنہ) 97
- علقمہ شبلی (کولکاتا) 97
- علی احمد فاطمی (الہ آباد) 98
- علیم اللہ حالی (پٹنہ) 98
- عنبر بہرائچی (لکھنؤ) 99
- عین رشید (کولکاتا) 99
- غضنفر (دہلی) 100
- فاروق سید (ممبئی) 100
- فراز حامدی (جے پور) 101
- فراغ روہوی (کولکاتا) 101
- فرحت احساس (دہلی) 102
- ف س اعجاز (کولکاتا) 102
- فیاض احمد وجیہہ (دہلی) 103
- قاضی عبدالودود (پٹنہ) 103
- قاضی مشتاق احمد (پونہ) 104
- قتیل شفائی (پاکستان) 104
- قمر جمالی (حیدرآباد) 105
- قیصر شمیم (کولکاتا) 105
- کالی داس گپتا رضا (ممبئی) 106
- کرشن کمار طور (دھرم شالہ) 106
- کشور ناہید (پاکستان) 107
- کلیم ضیا (ممبئی) 107
- کمار پاشی (دہلی) 108
- کیول دھیر (لدھیانہ) 108
- گلزار جاوید (پاکستان) 109
- گلشن کھنہ (برطانیہ) 109
- گوپی چند نارنگ (دہلی) 110
- لطیف احمد سبحانی (اورنگ آباد) 110
- محمد مجتبیٰ خان (دہلی) 111
- محمد سبحان (دہلی) 111
- مجید بیدار (حیدرآباد) 112
- مجیر احمد آزاد (دربھنگہ) 112
- مجتبیٰ حسین (حیدرآباد) 113
- مجتبیٰ فہیم (حیدرآباد) 113
- محبوب راہی (اکولہ) 114
- محفوظ الحسن (گیا) 114
- محمد اسد اللہ (ناگپور) 115
- محمد امین الدین (ناگپور) 115
- محمد سالم (امریکہ) 116
- مخمور سعیدی (دہلی) 116
- مشتاق احمد نوری (پٹنہ) 117

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

○ مشرف عالم ذوقی (دہلی) 117
○ مصطفیٰ کمال پاشا (دہلی) 118
○ مظفر حنفی (دہلی) 118
○ مظہر امام (دہلی) 119
○ معین احسن جذبی (علی گڑھ) 119
○ ممتاز احمد خاں (حاجی پور) 119
○ منصور خوشتر (دربھنگہ) 120
○ منور پیر بھائی (پونہ) 120
○ منیر سیفی (پٹنہ) 121
○ نارنگ ساقی (دہلی) 121
○ ناصر عباس نیر (پاکستان) 122
○ نامی انصاری (کانپور) 122
○ نجیب رامش (ناگپور) 123
○ نذیر فتحپوری (پونہ) 123
○ نصرت ظہیر (دہلی) 124
○ نظام صدیقی (الہ آباد) 124
○ نقش لائلپوری (ممبئی) 125
○ نگار عظیم (دہلی) 125
○ نند کشور وکرم (دہلی) 126
○ نیر جہاں (امریکہ) 126
○ نینا جوگن (بھاگلپور) 127
○ وہاب اشرفی (پٹنہ) 127
○ ہرچرن چاولہ (ناروے) 128
○ ہیرانند سوز (گڑگاؤں) 128

☆☆

○ اوم کرشن راحت (آسٹریلیا) 129
○ حسن رضوی (پاکستان) 129
○ رفیق جعفر (پونہ) 130
○ عاصم شہنواز شبلی (کولکتہ) 130
○ عبدالمنان طرزی (دربھنگہ) 131
○ کلیم قیصر (غازی پور) 131

☆☆

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

گفتنی

آٹوگراف کو ہم "بیاض امضا" کہہ سکتے ہیں۔
اردو میں آٹوگراف بک نہیں ہے۔ اور نہ کسی نے قابلِ ذکر مضمون لکھا ہے۔
میں گذشتہ بہت سالوں سے مشاہیر ادب سے ملاقات کے دوران آٹوگراف لیتا رہا ہوں جس کی تعداد ڈھائی سو سے زیادہ ہے۔ سوچا، ایک تجربہ یہ بھی سہی! منتخب آٹوگراف کی یہ کتاب توجہ چاہتی ہے۔
نئے پرانے ناموں کے دستخط میں اور ان کی تحریر میں علم و حکمت ہے۔ طرزِ فکر سے آشنائی ہے۔ وجودی اہمیت کی روشنی ہے۔ جذبات کی دانشمندی ہے اور صداقت کی کسوٹی کی پرکھ ہے۔
انسائیکلوپیڈیا یا Wikipedia میں اس کی ابتدا کے بارے میں درج ہے:

An **autograph** (from the Greek: αὐτός, *autós*, "self" and γράφω, *gráphō*, "write") is a document transcribed entirely in the handwriting of its author, as opposed to a typeset document or one written by an amanuensis or a copyist; the meaning overlaps with that of the word holograph.

Autograph also refers to a famous person's artistic signature. This term is used in particular for the practice of collecting autographs of celebrities. The hobby of collecting autographs is known as **philography**.

What might be considered the oldest "autograph" is a Sumerian clay table from about 3100 BC which includes the name of the scribe Gar.Ama. No ancient written autographs have been found, and the earliest one known for a major historical figure is that of El Cid from 1098.

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

دو اہم دستخط درج ذیل ہیں:

(1)

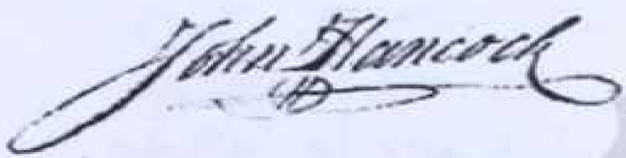

John Hancock's singature on the United States Declaration of Independence.

(2)

Autograph of Martin Luther.

اردو میں سید نادم ستیاپوری کا آٹوگراف پر ایک مضمون میری نگاہ میں ہے۔ یہاں درج کرنا چاہتا ہوں تا کہ اردو میں اس کی اہمیت اجاگر ہو سکے اور گذشتہ سے پیوستہ کا سلسلہ برقرار رہے:

پہلے پہل جب میں نے آٹوگراف بک رکھنے کا ارادہ کیا تو میرا خیال تھا کہ بہت جلد میں ہندوستان کے مختلف طبقوں اور بہت سی جماعتوں، مشاہیر اور بلند پایہ ہستیوں کے خیالات، رائیں اور نظریئے فراہم کرنے میں کامیاب ہوسکوں گا۔ لیکن تھوڑے ہی دنوں بعد مجھے کافی اندازہ ہوگیا کہ ہندوستان کے مشاہیر پر مغربیت کا رنگ اس قدر غالب آچکا ہے کہ ان کے صحیح خیالات اور آزاد رائیں صرف دوحرفی دستخطوں میں پنہاں ہوکر رہ جاتی ہیں۔ یورپ میں ''آٹوگراف البم'' رکھنے کا رواج اس قدر زیادہ ہے کہ دراصل وہاں دستخط حاصل کر لینا بھی ایک بہت بڑا کام ہوتا ہے۔ مگر ہندوستان میں ابھی اس قسم کی دشواریاں نہیں ہیں۔

''آٹوگراف'' کے ابتدائی تخیل وتصور میں ممکن ہے کچھ ایسی حد بندیاں موجود ہوں کہ اس کی شان ''دستخطوں کا میوزیم'' بن کر رہ جائے۔ لیکن درحقیقت اس کا صحیح مصرف یہی ہے کہ عہد حاضر کی شخصیتوں کو تحریروں میں محفوظ کرلیا جائے۔ ان کے خیالات، ان کی رائیں، ان کے نظریئے سب یکجائی

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

طور پر محفوظ ہو جائیں۔ مگر میری کوششیں ابھی چند ہی قدم آگے بڑھی ہوں گی کہ ناکامیاں سنگ راہ بن گئیں۔ وہی دستخط وہی دستخط، مجبور ہو کر میں نے اس سلسلہ کو محدود کر دیا۔ اور اب بالکل بند۔ یہ سچ ہے کہ اس آٹوگراف میں جس نے بھی جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ انہیں خصوصیات کی بنا پر ہے۔ جو میرے اور ان کے درمیان موجود ہیں۔ اس کا معیار، اس کی تربیت، سب کچھ ایک ایسا خلوص ہے، جس کا اندازہ صرف میری نگاہوں سے کیا جا سکتا ہے۔ مشاہیر پر خلوص احباب۔ محترم بزرگ اور مجھے بھلا دینے والوں کی یہ زندہ جاوید تصویریں ہیں۔ جب بھی دیکھتا ہوں تو ان کی محبت بھری یادوں کو تڑپا دیتی ہے۔ میں نے قصداً ان افراد کو شامل نہیں کیا۔ جنہوں نے دستخط کر کے یا تو عذاب ٹال دیا یا جو کچھ لکھا بھی۔ اس میں بناوٹ اور دکھاوے کو دخل تھا۔

حضرت نیاز فتحپوری ہندوستان کے ایک مشہور ادیب اور نامور انشا پرداز ہیں۔ میرے آٹوگراف میں سب سے پہلی تحریر انہیں کا سرنامہ ہے جو میرے لئے ایک تبرک سے کم نہیں ہے:

جز سخن کفر مے و ایمانے کجاست
خود سخن در کفر و ایماں مے رود

جناب وصل بلگرامی مرحوم نہ محض میرے ایک مخلص بزرگ تھے بلکہ ان کا شمار گزرے ہوئے دور کے ان اہل کمال افراد میں ہے جن کو بھول جانے کے لئے بھی صدیاں درکار ہیں۔ ایک اچھے لکھنے والے ہی کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک کہنہ مشق شاعر، ایک بے مثال تاریخ گو اور اچھے نقاد کی حیثیت سے وہ ہمیشہ یاد آئیں گے "مرقع" کی پرانی فائلیں آج بھی ان کے ذوق سلیم کی یادگار ہیں۔ مرحوم نے میرے آٹوگراف پر واقف کا یہ شعر لکھا تھا:

آز مود ہمہ غمہائے جہاں را واقف
از غم دوری احباب تمر چیزے نیست

اودھ کی تاریخ اور روایتی حکایات کے بادشاہ خواجہ عبدالرؤف عشرت لکھنوی پچھلے دور کی انہیں شخصیتوں سے تعلق رکھتے تھے جن کا وجود ہم سب میں ایک متبرک شان رکھتا تھا۔ شاہان اودھ کے دور حکومت کی مٹی ہوئی کہانیاں جس خوش اسلوب انداز میں انہوں نے ہم کو سنائی ہیں ایسی مرقع کشی کوئی دوسرا نہ کر سکا۔ اردو ادب اور شاعری پر ایک صاحب فن استاد کی حیثیت سے انہوں نے کیا کچھ احسانات نہیں کئے۔ حضرت ریاض خیرآبادی مرحوم کے توسل سے رسمی تعارف کے بعد صرف ایک ہی مرتبہ حاضر ہو سکا۔ پھر وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا ہو گئے۔ تاریخ اودھ کا ایک چھوٹا سا واقعہ آج بھی میرے آٹوگراف پر ان کا لکھا ہوا موجود ہے:

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

''میں نے تاریخ اودھ میں ایک ذکر راجہ تکیت رائے بہادر کے متعلق دیکھا تھا کہ جب نواب آصف الدولہ بہادر نے ان کو فیل سواری مرحمت فرمائی اور وہ سوار ہو کر نکلتے تو نہایت کم زور اور نحیف جثہ سے ایک شاعر نے ان کے متعلق کہا۔

چوں ہمزہ الاء۔ یک درپالکی نشست

یہ لطیفہ ان کی حالت کو دیکھتے ہوئے لطف سے خالی نہیں۔ لسان قوم حضرت صفی لکھنوی ہندوستان کے ایک مشہور شاعر اور قادر الکلام استاد ہیں۔ موصوف نے میری استدعا پر اپنا یہ شعر تحریر فرمادیا:

زہرے زہر صفی آب حیات زندگی بڑھ کے مصیبت ہوگی

محترمی سید آل رضا صاحب رضا لکھنوی آج کل کے ان ممتاز شعرا میں ہیں جو شہرت اور پروپگنڈے سے بہت دور رہ کر اردو ادب اور زبان کے لئے آج بھی بہت کچھ کر رہے ہیں۔ موصوف نے اپنا یہ شعر عنایت فرمایا ہے:

رضا کتنی حسیں اور مختصر شرح محبت ہے
نہ راس آئے تو دوزخ ہے جو راس آئے تو جنت ہے

اودھ کی ممتاز خواتین میں محترمہ کنیز فاطمہ حیا کسی تعریف وتعارف کی محتاج نہیں ہیں۔ آپ کی آتش افروز نظمیں اور بلند پایہ غزلیں ہر شخص کی نظر سے گزری ہوں گی۔

آپ کا یہ شعر میرے آٹوگراف کی زینت ہے:

پھول کھلے چلی نسیم دل نہیں اختیار میں
پھر مری داستان غم تازہ ہوئی بہار میں

شفیق محترم پروفیسر سید مسعود حسن ادیب لکھنؤ یونیورسٹی نہ صرف اردو کے ایک محسن ہیں بلکہ آپ کی نقادی اور علمی قابلیت صوبہ بھر میں ایک مثال رکھتی ہے۔ تحریر فرماتے ہیں۔ جو دوسروں کی خوشی سے خوش نہیں ہوتا وہ کبھی خوش نہیں رہ سکتا۔

شیر پنجاب مولانا ظفر علی خاں بی اے (زمیندار لاہور) نے گو آج مجھے بالکل بھلا دیا ہے لیکن ان کی یاد اب بھی میرے دل کو بے چین کر دیتی ہے جب میں آٹوگراف میں ان کی یہ تحریر پڑھتا ہوں:

''تو نے زمین والوں کے احکام سن لئے اب آسمان کے فیصلے کا انتظار کر۔''

محتشم شوکت تھانوی ملک کے مشہور مزاح نگار اور پختہ کار ادیب ہیں۔ درجن بھر سے زائد کتابوں کے مصنف اور فی الحال یوپی کے سانگ پبلسٹی آفیسر۔ آپ نے بلا کسی معاوضے کے تحریر فرمایا ہے''کاش میں مہاتما گاندھی ہوتا۔ برہنگی یا جیل جانے کے لئے نہیں بلکہ اس لئے کہ نمونہ تحریر کی اجرت

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

مل جاتی۔ یا کم سے کم منشی شمس الدین مرحوم ہوتا کہ میری تحریر پڑھنے والوں کے لئے نور نگاہ ثابت ہوتی۔ مگر افسوس کہ نہ میں وہ ہوں نہ یہ، بلکہ محض شوکت تھانوی۔

برادر معظم سید اخلاق حسین صاحب بی جے آکسن بار ایٹ لا (لکھنؤ) صاحب ذوق اور بلند مذاق رکھنے والے بزرگ ہیں۔ آپ نے مرزا صاحب کے اس شعر سے مجھے نوازا:

کہ گزشت است ازیں بادیہ صائب امروز
نبفس جادہ طپد و سینہ صحرا گرم است

رسالہ الناظر (مرحوم) لکھنؤ کے مدیر محترم مولانا ظفر الملک علوی کا احترام میرے دل میں بحیثیت ایک ادیب ہونے کے زیادہ ہے۔ کاش وہ لیڈر نہ ہوتے۔ آپ نے غالب کا یہ شعر مرحمت فرمایا ہے:

کشتی بے ناخدائم سرگزشت من پرس
از شکت خویش بر دریا کنارا افتادہ ام

برادرم سید مرتضیٰ حسین رضوی ایم اے پروفیسر آئی ٹی کالج لکھنؤ نہایت بے لوث اور خاموش ادیب ہیں۔ یہاں تک کہ ان کی وعدہ فرمائیاں بسا اوقات تکلیف دہ طور پر گراں ثابت ہو جاتی ہیں اور وعدہ تو ان کے نزدیک وہ وعدہ نہیں جو وفا ہو گیا۔ بلا تخلص کے شاعر بھی ہیں۔ چنانچہ اپنا ہی ایک شعر لکھا ہے:

حسن ادراک نہیں پرتو نادانی ہے ڈھونڈھتا ہے جسے وہ دل میں ترے رہتا ہے

عالی جناب مہاراج کمار محمد امیر حیدر خاں صاحب آف محمود آباد اسٹیٹ نہایت بلند علمی مذاق رکھنے والے اور وسیع النظر نوجوان ہیں۔ اپنی بے انتہا مصروفیت اور عدیم الفرصتی کے باوجود آپ نے میری درخواست پر میرے آٹو گراف کی عزت و توقیر میں اضافہ فرمایا ہے:

Behind is life and its longing
its grief sufferinged its sorrow,
Beyond is the eternal Morning,
of a day without a tomorrow
(E.Abbot)

پیچھے ہے میرے قافلہ حسرت کی عمر
آگے مرے وہ شب کہ سحر جس کی نہیں ہے
بیسود ہے اندازہ، مستقبل ہستی
ہوتا ہے وہی ہم کو خبر جس کی نہیں ہے

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

جنوبی ہند کے قادر الکلام شاعر سید سکندر علی وجد حیدر آبادی دور حاضر کے ان خوش فکر نو جوان شعراء میں ہیں جن کا کلام جذب و آخر میں ہندوستان کے ان بہتر سے پیشہ ور شاعروں سے اعلیٰ و افضل ہے جو مشاعروں کی بدولت مشہور ہو چکے ہیں۔ آپ نے اقبال کا ایک شعر تحریر فرمایا ہے:

مصاف زندگی میں صورت فولاد پیدا کر
شبستان محبت میں حریر و پرنیاں ہو جا

جناب محترم چودھری محمد علی صاحب (تعلقدار ردولی) نہایت کہنہ مشق لکھنے والے ہیں۔ اس دور کے لکھنے والوں میں آپ ہی وہ ممتاز حیثیت رکھتے ہیں جن کو ہر طبقے اور خیال کی ہم آہنگی حاصل ہے۔ گزرے ہوئے دور کے لوگ آپ کی تحریر اپنے لئے کشش آگیں سمجھتے ہیں اور ترقی پسند مصنفین آپ کو امام فن مانتے ہیں۔ ازراہ شفقت بزرگانہ آپ نے ذیل کی حدیث نقل فرمائی ہے:

"المومن لا یکون محتشماً ولا مفتتماً"

سید جمال رضوی (اگزیکیٹو آفیسر میونسپل بورڈ سیتاپور) "ایام رہلبیت" میں لکھتے بھی تھے اور اچھا۔ مگر اب تو "اس عاشقی میں عزت سادات بھی گئی۔" یعنی جب سے دنیا کے جھمیلوں میں پڑ گئے۔ بس کچھ نہ پوچھئے' وائلڈ کا نظریہ لکھا ہے:

"میں زاہدان خشک سے نفرت کرتا ہوں
وہ آئینہ ایک غلط ماضی کے
میں گنہگاروں سے الفت کرتا ہوں
وہ مالک ہیں ایک درخشاں مستقبل کے

برادر محترم سید اشفاق حسین صاحب ایجوکیشن آفیسر (شملہ) ہندوستان کے ایک بہت بڑے ماہر تعلیم ہیں۔ ممدوح نے میرے آٹوگراف پر تحریر فرمایا ہے:

"کون کہہ سکتا ہے کہ ہمارا نظام تعلیم عمل جراحی کا محتاج نہیں ہے۔"

اس سے بڑھ کر کیا افسوس کی بات ہو سکتی ہے کہ اپنے خیالات کو الفاظ میں کرنے کے لئے کسی غیر زبان کی مدد لینا پڑے۔

حضرت مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی کے چھوٹے بھائی جناب عبدالمجید صاحب دریا آبادی (ڈپٹی کلکٹر) میرے محترم کرم فرما ہیں۔ آپ نے میرے آٹوگراف پر یہ شعر لکھا:

دیکھنا بھی تو اسے دور سے دیکھا کرنا
شیوہ عشق نہیں حسن کو رسوا کرنا

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

حبیبی سید اعظم حسین اعظم ایڈیٹر روز نامہ ''سرفراز'' لکھنؤ نے ہندوستان کی سیاست میں مسلمانوں کی اہمیت پر ایک خیال ظاہر کیا ہے۔

ہندوستانی نیشنلسٹ کے لئے سب سے اہم سوال ''مسلمان'' ہے۔ اگر یہ سوال حل ہو گیا تو ہندوستان بہت جلد حکومت خود اختیاری حاصل کر لے گا۔ ورنہ پیچیدگیاں بڑھیں گی۔ سچے نیشنلسٹ کو چاہئے کہ وہ مسلمانوں کو تسخیر کرنے کی کوشش کرے اور سچے مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنے وطن کے ساتھ غداری نہ کرے۔ معظمی مولانا اشہر لکھنوی ایم اے پروفیسر انٹر کالج جھانسی بہت پرانے لکھنے والے اور میرے محترم بزرگ ہیں۔ ادبی مشاغل اب بہت کم ہو گئے ہیں۔ صرف آموں کی فصل میں بندیل کھنڈ سے آم کھانے کے لئے تشریف لے آتے ہیں اودھ۔ آپ نے تحریر فرمایا ہے:

''غم خوشی کو دبائے یا خوشی غم کو بھلا دے۔ انسان کبھی جادہ استقلال نہ چھوڑے''۔

محترمہ ہما اخلاق حسین صاحب نے سعدی شیرازی کا ایک شعر تحریر فرمایا ہے:

نیاز مندی یاراں ندارد سودے
مگر عمل کہ ترا بار یار خواہد بود

برادرم جناب امین سلونوی اودھ کی مشہور خبر رساں ایجنسی ''انڈپنڈنٹ نیوز سروس'' کے ایڈیٹر اور میرے شفیق محترم! اب بھی جب کبھی ٹائپ رائٹرز کی بے ہنگم آوازوں سے گھبرا کر سچ مچ کچھ لکھنے بیٹھ جاتے ہیں تو خوب لکھتے ہیں۔ آپ نے اپنی رائے کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا ہے۔

''دنیا میں ایک انسان دوسرے انسان سے کیا کیا توقعات رکھتا ہے۔ بعض وقت اس چیز کا اندازہ کرنا بھی مشکل ہوتا ہے لیکن موت کے آہنی پنجے بڑی آسانی سے ان توقعات کو ختم کر کے مشکلات سے انسان کو آزاد کر دیتے ہیں۔ اگر اسی زندگی پر انسان مسرور ہوتا ہے تو اس کو اختیار ہے ورنہ اسے غور کرنا چاہئے کہ دنیا کیا ہے؟ اور اس میں انسان کی حیثیت کیا ہے۔ میری ذاتی رائے صرف یہ ہے:

وہ زندگی کہ جس سے کسی کو خوشی نہیں
نام اس کا زندگی ہے مگر زندگی نہیں''

خواجہ اسد اللہ اسد یوپی کے ایک کہنہ مشق اور تجربہ کار جرنلسٹ کی حیثیت سے کافی مشہور ہیں۔ آپ کی تحریروں میں کافی زور اور اسپرٹ پائی جاتی ہے۔ ہندوستان میں اتنے بے لاگ اور بے جھجک لکھنے والے بہت کم ہیں۔ خصوصاً اردو صحافت میں کاش خواجہ صاحب ایک مخصوص طبقہ کے ترجمان بن کر نہ رہ جاتے۔ آپ نے اپنا جو شعر لکھا ہے وہ یہ ہے:

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

میں اس کی نا خوشی کے غم سے اندازہ لگاتا ہوں
کہ وہ مجھ سے جو خوش ہوتا تو کیا ہوتی خوشی میری

جناب محترم خاں بہادر نواب جعفر علی خاں اثر لکھنوی محض ایک مسلم الثبوت شاعر بلکہ بحیثیت ایک ادیب کے بھی آپ کی ہستی ہر طرح واجب التعظیم ہے۔ آپ نے ایک مخلص بزرگ کی حیثیت سے اپنا یہ شعر تحریر فرما کر میری عزت افزائی فرمائی:

کون کہتا ہے کہ موت انجام ہونا چاہئے
زندگی کا زندگی پیغام ہونا چاہئے

سید عباس رضا صاحب (منصف) نے ذوق شعر تحریر فرمایا ہے:

بگڑے انداز زمانے کے بدل جانے دے
یا مجھے اپنی خدائی سے نکل جانے دے

خال المعظم حضرت وصی سیتا پوری مرحوم ایک خوش فکر اور نہایت فن استاد تھے۔ شہرت و ناموری سے بہت دور داد و تحسین سے مستغنی آپ نے اپنی ایک رباعی تحریر فرمائی:

الٹی مری سانس چل رہی ہے دنیا کی ہوا بدل رہی ہے
اس ناؤ میں سو رہا ہے غافل جو بحر فنا میں چل رہی ہے

وہ انسان جو شاعر سے سب انسپکٹر پولیس ہوسکتا ہے ظاہر ہے کہ آئندہ اس سے کسی قسم کی توقعات رکھنا عبث ہیں۔ نذر بریلوی بی۔ اے میرے انہیں دوستوں میں ہیں جن کی یاد اب بھی اس شعر کو دیکھ کر امنڈ آتی ہے:

ہر اک کو شغل دامان و گریبان ہو نہیں سکتا
مرا ایماں زمانے بھر کا ایماں ہو نہیں سکتا

مسٹر محمد محمود بار ایٹ لا (ایم اے) پٹنہ ایک سخن سنج شخصیت رکھتے ہیں، آپ نے لکھا ہے:

خزاں در پے عدو صیاد دشمن باغباں اپنا
خدا رکھے تو رہ جائے چمن میں آشیاں اپنا

عزیزم محمد حیدر اسد سیتا پوری ایک خوش فکر نوجوان ہیں جنہوں نے موجودہ حالات پر یہ شعر لکھا ہے:

مشرق کی نگاہوں سے دیکھا جو سوئے مغرب
تہذیب کی اک خونیں تصویر نظر آئی

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

جذبہ، احساس، موڈ اور تاثر کی دفاع لخت لخت ہوتی ہے۔ میں نے جن فنکاروں کے آٹوگراف کے ذریعے ایک الگ دنیا آباد کی ہے اس میں سنجیدگی اور تفکر ہے اور اظہار اور ذاتی تسکین کی ادبی تکنیک ہے۔ بھی مشاہیر ادب اپنا وقار اور اپنی تمکنت رکھتے ہیں۔

آزاد گلاٹی

جدید لب و لہجے کے شاعر تھے۔ ان سے میری پہلی ملاقات دہلی میں ہوئی تھی۔ ان کی فنی و شعری محاسن کا محاکمہ ہوتا رہا ہے۔

ابراہیم اشک

شاعر اور نثر نگار دونوں ہیں، شاعری کی مختلف اصناف میں طبع آزمائی کی ہے۔ نثر میں زیادہ تر افسانے لکھے ہیں۔ ممبئی کی فلمی دنیا سے وابستہ ہیں۔ ان سے میری ملاقات اندور میں ہوئی تھی۔

ابوالکلام قاسمی

مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ میں اردو کے پروفیسر ہیں۔ ناقد اور شاعر ہیں۔ انہیں ساہتیہ اکیڈمی ایوارڈ مل چکا ہے۔ دہلی۔ پٹنہ اور کولکاتا میں ان سے کئی بار ملاقات ہوئی ہے۔

احسان سہگل

تنوع پسند شاعر ہیں کئی مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ ہالینڈ میں رہتے ہیں۔ میری ملاقات ایک انٹرنیشنل سیمینار، لندن میں ہوئی تھی۔

احمد سجاد

ناقد اور محقق ہیں۔ اسلامی ادب اور مسائلی ادب کے فروغ میں ان کی بڑی خدمات ہیں۔ ڈیڑھ درجن سے زیادہ کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ بے حد فعال شخصیت کے مالک ہیں۔ پروفیسر اور صدر شعبہ رہے۔ لیکن جب بھی ملے اپنائیت کا احساس ضرور دلایا۔

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

احمد فراز

تجربہ، مشاہدہ، مطالعہ اور سوچ کے شاعر تھے۔ جمالیات اور سماجی مسائل کی گنگا جمنی ان کی شاعری میں ملتی ہے۔ میری ان سے تفصیلی ملاقات دربھنگہ میں ہوئی تھی۔

احمد کمال پروازی

حسن کی جاذبیت کے شاعر ہیں۔ ان سے اندور میں ملاقات ہوئی تھی۔

اختر الواسع

جتنے ذی علم ہیں اتنے ہی منکسر المزاج ہیں۔ یہ قوم کے درد میں مبتلا رہتے ہیں اور اردو کے لئے جیتے ہیں۔ یہ اپنی کتابوں سے پہچان کی اہمیت، افادیت اور بقا کا درس دیتے ہیں۔ اور بزمِ جہاں کا اور ہی انداز ہے، کا احساس دلاتے ہیں۔ دہلی میں جب بھی ملاقات ہوئی خاکساری کی تفہیم کے ساتھ ملے۔

احمد یوسف

انہوں نے کائنات کی اصولی ظاہریت کو اظہار کا ذریعہ بنایا ہے۔ ان سے پٹنہ میں بہت بار ملاقات ہوئی تھی۔

اِسحاق ملک

ان سے حیدرآباد میں ملاقات ہوئی تو اپنی شاعری کی سچائی کی طرح زمانے کی تبدیلی اور حالات کی کروٹوں کا ذکر کرتے ہوئے ملے۔

اشفاق احمد

اشفاق احمد سے ناگپور میں ملاقات ہوئی تھی افسانہ اور افسانچہ لکھتے وقت۔ موضوع کا تجزیہ نتائجی Pragmatic اور سائنسی تناظر میں کرتے ہیں۔

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

اصغر علی انجینئرؔ

مارکسی ناقد تھے، سماجی کارکن تھے اور زندگی اور سماج کے تلخ و شیریں کو بلا جھجک بیان کرنے والے قلم کار تھے۔ ان سے میری ملاقات کئی جگہ اور کئی بار کی تھی۔ وہ میرے غریب خانے پر بھی تشریف لا چکے تھے۔

اصغر ویلوری

ان سے میری ملاقات مدراس، دہلی اور کلکتہ میں ہوئی ہے۔ رباعی گو کی حیثیت سے انہوں نے اپنی پہچان بنائی ہے۔ مدراس اب چینئی ہے اور کلکتہ اب کولکاتا کی حیثیت سے جانا جاتا ہے۔

اظہار اثر

افسانہ نگار، جاسوسی ناول نگار اور سائنسی فکر کی شاعری کرنے والے شاعر تھے۔ انہوں نے بہت لکھا۔ لکھنا ہی معاش کا ذریعہ تھا۔ دہلی میں ملاقات ہوئی تو جذبات انگیز دھیمی مسکراہٹ کے ساتھ فرضی نام سے ہندی میں لکھنے کی وجہ بتائی۔

اظہر نیر

دربھنگہ میں ملے تو اپنی تحریر کی طرح خوشبو پھیلا کر بہت کچھ کہہ گئے کیونکہ تمہید سے جزئیات پر روشنی پڑتی ہے۔

افتخار امام صدیقی

''شاعر'' جیسے ادبی رسالے کے مدیر ہیں۔ خود شاعر ہیں اور افسانچہ نگار بھی ہیں۔ محبت کا منبع ہیں۔ میرے گھر پر تشریف لا چکے ہیں۔

اقبال مسعود

جگ جیتی اور من بیتی پر عمل کرتے ہیں۔ ان سے لکھنؤ یا ناگپور میں ملاقات ہوئی ہے۔ فی الوقت یاد نہیں آرہا ہے۔

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

امام اعظم

صحافی، ناقد اور شاعر ہیں، قومی اقدار کی ترجمانی کرتے ہیں اور رومانی انداز کو نرم و نازک بدن بناتے ہیں۔درجنوں بار کی ملاقات ہے۔

امجد اسلام امجد

روایت اور جدت کے علمبردار ہیں۔ان کی شاعری میں جذبات انگیز ظاہری انجان پن، دبی دبی گفتگو، معصومانہ انداز اور دلفریب جاذبیت ہے۔دہلی کے ایک سیمینار میں ہم ملے تھے۔

انتظار حسین

اردو فکشن کی آبرو ہیں، ان کے یہاں تخلیقی قوت کی آگہی ہے اور لسانی تشکیل کے تخلیقیت بھرے برگ و بار ہیں۔ساہتیہ اکیڈمی دہلی کے سیمینار میں ان سے تین روز تک یادگار ملاقاتیں رہیں۔

انجم رومانی

ان کی قادر الکلامی ناگپور میں دیکھنے کو ملی جب ہم کسی شعری نکتہ آفرینی پر گرما گرم بحث کر رہے تھے۔عروضی جذبات کا لبریز پیمانہ چھلک چھلک جانے کو بیتاب نظر آیا۔

انور شیخ

اختراعی ذہن کے مالک تھے۔افسانے میں الگ رنگ تھا اور شاعری میں کئی نئی اصناف کے موجد تھے۔صحافی بھی تھے۔احساس کو نغمہ بار بنانے کا ہنر انہیں آتا تھا۔علامہ اقبال کی شاعری کی آفاقیت کو مانتے تھے لیکن ان کی شخصیت کو متنازعہ سمجھتے تھے۔لندن میں آکسفورڈ روڈ کے ایک پانچ ستارہ ہوٹل میں ہم دو دن تک ادبی موضوعات، علامہ اقبال اور رو قادیانیت پر باتیں کرتے رہے تھے۔کبھی کمرے میں، کبھی آکسفورڈ روڈ کے فٹ پاتھ پر ٹہلتے ہوئے۔

انیس دہلوی

شاعر اور صحافی تھے، شاعری کو وہ زندگی کا آرٹ سمجھتے تھے اور صحافت ان کے لئے جینے کا سہارا تھا۔دونوں میں انہیں ناموری ملی۔محبت کے فنکار تھے۔کئی ملاقاتیں الگ الگ شہروں میں رہیں۔

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

لیکن اپنے گھر پر دہلی میں جتنا عمدہ کھانا کھلایا تھا اس کا ذائقہ آج تک محسوس کر رہا ہوں۔

اوم کرشن راحت

آسٹریلیا میں رہتے ہیں۔ دہلی میں گھنٹوں ملاقات کے دوران انہوں نے جانکاری بھری باتیں بتائیں۔ اپنی شاعری کے متنوع موضوعات کی طرح۔ ان کی شاعری دل ودماغ پر دیرپا اثر کرتی ہے۔

ایم زیڈ خان

افسانے اور تنقید لکھتے ہیں اور اردو کے کاز کے لئے جیتے ہیں۔ اہل نظر سے خود بھی استفادہ کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی روشناس کرنے اور مستفید ہونے کی سبیل نکالتے رہتے ہیں۔

بشیر بدر

تازہ کار شاعر ہیں، نئی معنویت، ندرت، تازگی اور جامعیت کی وجہ سے اور شعر الگ انداز میں پڑھنے کی وجہ سے انہیں خوب شہرت ملی، ہم کئی جگہ ملے۔ ایک آل انڈیا مشاعرہ میں اسٹیج پر ہم دونوں اغل بغل تھے تب انہیں آب لذت آگیں سے ''شفا'' پاتے ہوئے الگ انداز سے دیکھا۔ یہ انفرادیت دوسری جگہ نظر نہیں آئی۔

بیگ احساس

ناقد ہیں اور افسانے لکھتے ہیں۔ دہلی میں ملاقات ہوئی تو مجسم وضاحت اور صراحت نظر آئے۔

بلراج کومل

شاعری میں نیا مکالمہ کرنے کا ہنر جانتے ہیں۔ ان کی علمی استعداد، سوچنے اور برتنے کا انداز اور فنی رویہ متاثر ضرور کرتا ہے۔ دہلی میں ان کے گھر پر ملاقات ہوئی تو علم وفن والے ہی نظر آئے۔

بی ایس جین جوہر

پرانی قدروں کے امین ہیں۔ حُسنِ زبان و بیان میں مقفیٰ اور مسجع ہیں بلکہ شاعری کی ایک مضبوط پہچان ہیں۔ میرٹھ میں اور دہلی میں بھی ان سے کئی بار ملاقاتیں رہی ہیں۔

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

پرویز شہریار

اپنی شخصیت کی طرح معنویت سے بھرپور شاعری کرتے ہیں۔ ساخت اور تضاد ان کی شاعری کی شناخت ہے۔ ساتھ ہی Semantic کو Meaning of Meaning سے متصف کرتے ہیں۔ دہلی میں کئی بار ملاقات ہوئی ہے۔ دربھنگہ میں بھی ہم ملے ہیں۔

پیغام آفاقی

زندگی کی سماجی حقیقت کے اظہار میں تجسس کو بنیادی عنصر مانتے ہیں۔ وہ اس کا بھی خیال رکھتے ہیں کہ قاری اپنے لمحات ان کے افسانے اور ناول سے متعلق سوچنے پر وقف کردے۔ دہلی میں ملاقات کے دوران وہ عرفانیت بخش نظر آئے۔

ترغیب بلند

ڈنمارک میں رہتے ہیں۔ شاعر ہیں، تذکرہ نگار ہیں اور صحافی ہیں۔ لندن میں ملاقات ہوئی تو دو ایک جگہ وہ گائڈ بن گئے اور گفتگو ایسی کی کہ دانش سے لبریز نظر آئے۔

ترنم ریاض

افسانہ اور شاعری کو حسین بنانے کا ہنر جانتی ہیں۔ ترسیل وابلاغ سے وابستگی کی وجہ سے الفاظ کی جادوگری ان کے قبضے میں رہتی ہے۔ دہلی میں کئی بار ہم ملے ہیں۔

جگن ناتھ آزاد

سری نگر، لکھنؤ اور دہلی وغیرہ جگہوں میں ہم ملتے رہے ہیں۔ شاعر اور تنقید نگار کی حیثیت سے یہ اپنا مقام رکھتے ہیں۔ ماہر اقبالیات بھی مانے جاتے ہیں۔ دوست نواز شخصیت کے مالک تھے۔

جمال اویسی

شاعری اور تنقید میں واضح اور معین بات کہتے ہیں اور کسی نہ کسی لچکدار وسعت کو نمائندگی بخشتے

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

ہیں۔دربھنگہ میں خصوصیت سے ملاقات اشکال کی نوعیت رکھتی ہے۔

جمیل منظر

صحافی ہیں اور الگ پہچان رکھتے ہیں۔خود کو کئی حصے میں انہوں نے بانٹ رکھا ہے اور ہر حصہ بنیادی تقاضے کا الگ معنی رکھتا ہے۔گیا سے کولکاتا تک ملاقات میں وہ گنجینۂ درس وعلم نظر آئے۔

جوگندر پال

اردو ناول، افسانہ اور افسانچہ میں بلند قد شخصیت کے مالک ہیں، وہ ایسے چھتنار درخت ہیں جو باغ اردو کو معطر اور تروتازہ رکھنے میں مصروف ہیں۔اور وہ روشنی کے ایسے سفیر ہیں جس کی لو سے چراغ روشن ہوتے ہیں۔یہ ان کی ملنساری ہے کہ میرے گھر پر آئے اور یہ ان کا خلوص ہے کہ میرا ان کے گھر پر کئی بار جانا ہوا ہے۔

جینت پرمار

انہوں نے دلت شاعر اور مترجم کی حیثیت سے اپنی شناخت بنائی ہے۔دہلی میں ملاقات ہوئی تو ذہنی انسلاکات کے اظہار کے لئے ہمارے پاس اپنا اسلوب تھا۔

چندر بھان خیال

واقعات وروایات کی مدد سے اپنے توصیفی اور مدحیہ انداز کو تقویت پہنچاتے ہیں۔وہ موجود کے احساس جمالیات سے فکر وشعور کو تابندگی عطا کرتے ہیں۔اور خیال بندی میں تشبیہات واستعارات کا برمحل اور خوبصورت استعمال کرتے ہیں۔ان سے دہلی میں ملاقات ہوئی تو اقدار واظہار کے روشن نئے جذبے ساتھ تھے۔

حامدی کاشمیری

ان سے سری نگر میں کئی بار ملاقات ہوئی۔انہوں نے اپنے گھر پر بھی کام و دہن کی لذت بخشی۔وہ کبھی افسانہ نگار تھے، پھر شاعر اور ناقد بنے۔سوز دروں کی آنچ سے لفظوں کی رنگ آمیزی کرتے ہیں اور گہرائی وسعت اور تیکھے پن سے تہہ داری کو سامنے لاتے ہیں۔

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

حسن رضا

ناقد اور صحافی ہیں۔ معنیاتی دائروں کو اخلاقی تحفظات عطا کرتے ہیں اور رزمیہ اور بزمیہ تصویر گری سے تاثیر پیدا کرتے ہیں۔ مظفر پور میں ہم ملے تو لہجے کا رچاؤ پردۂ سخن سے باہر آ کر ذات کی روحانی کشمکش کا اظہار بنا۔

حسن رضوی

باتوں کی ترجمانی خوب سے خوب تر پیرایۂ اظہار میں کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، ان کی شاعری میں دیوداسیوں کے مکالمات ملتے ہیں۔ لندن میں ملاقات ہوئی تو شاعری کی طرح چہرہ جانا پہچانا لگا۔ مشاعرے کی صدارت میں نے کی اور نظامت وہ کر رہے تھے۔

حسین الحق

ان سے بہت بار کی ملاقات ہے۔ افسانہ اور ناول میں اساطیر کے انہماک کی وجہ سے روایت کا دامن نہیں چھوٹتا۔ مزاج صوفیانہ ضرور ہے لیکن تحریر میں رنگارنگی ہے۔

حفیظ انجم کریم نگری

نظم اور غزل میں پیرایۂ اظہار کی آکسیجن سے احساس کی کاریگری کرتے ہیں۔ حیدرآباد، وشاکھا پٹنم اور علی گڑھ میں جب بھی ملاقات ہوئی تہہ دار نظر آئے۔ حالانکہ ظاہری طور پر سیدھے سادے ہیں۔

حقانی القاسمی

غنچہ وگل سے آراستہ و پیراستہ ہونے کی وجہ سے اپنی ذات میں اور اپنی تحریر میں بے پناہ کشش رکھتے ہیں۔ ان سے جب بھی ملاقات ہوئی کاملیت میں مصروف اور کوشاں نظر آئے۔ ساتھ ہی حقیقت کی تلاش میں عہد وفا سے لبریز دکھائی دیئے۔ اپنی تنقید نگاری اور دیگر نثری کاوش کی طرح۔

حنیف ترین

ان سے پہلی ملاقات سری نگر میں ہوئی تھی تب وہ ایم بی بی ایس کے طالب علم تھے۔ پھر کئی

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

ملاقاتیں دہلی میں ہوئیں۔ شاعری میں معاشرتی استدلال کو نفسیاتی انداز میں پیش کرتے ہیں اور کائنات کے درد کو صورت عطا کرتے ہیں۔

حنیف کیفی

دہلی میں ملے تو تحقیق اور تنقید کی طرح فلسفیانہ سنجیدگی کی مثال نظر آئے۔

حیدر قریشی

اردو میں صحیح وزن کے ماہیا کے علمبردار ہیں، شاعر کے ساتھ افسانہ نگار اور صحافی بھی ہیں، لندن میں ملاقات ہوئی تو زندگی کے نصب العین کی آگ تپش دے رہی تھی۔

خالد حسین خاں

میرٹھ، دہلی اور بھاگلپور میں (میرے گھر پر) ملاقاتیں رہی ہیں۔ اپنی تنقید میں گلابی اردو کو نبھاتے ہیں اور بے ساختگی کی کیف و سرور بھری وادیوں میں لئے لئے پھرتے ہیں۔ یہ ان کا اپنا منفرد انداز ہے۔

خالد محمود

شاعر ہیں، صحافی ہیں اور ٹیگور شناس ہیں۔ جاذبیت کے کاجل سے الفاظ کی مشاطگی کرتے ہیں۔ دہلی میں ملاقات ہوئی تو قدر و قیمت کا جواز پہچان بنی۔

خاور نقیب

نثر و نظم کی کئی اصناف میں طبع آزمائی کرتے ہیں۔ صحافی بھی ہیں۔ ہماری ملاقات وشاکھاپٹنم اور دہلی میں ہوئی تو اندر کے حسن کو کئی پہلوؤں سے ہم نے دیکھا اور محسوس کیا۔

خلیل الرحمٰن اعظمی

شاعر اور ناقد تھے۔ اپنی پہچان کے نقوش کو منزل بنانے میں وہ کامیاب رہے۔ سری نگر میں کئی دن کی ملاقات کے دوران ہم نے تخلیق حسن کے واسطے کو جوہری کی طرح پرکھا اور شناخت نے پھول کو رنگین بنایا جس میں خوشبو ہی خوشبو تھی۔ ساتھ ہی کشمیر کی خوبصورتی بھی تھی۔

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

خواجہ محمد اکرام الدین

ناقد اور صحافی ہیں۔ اردو کی عظمت کے معیار اور مرتبے کو دھڑکن کا روپ دینے میں ہمہ وقت لگے رہتے ہیں۔ دہلی اور وشاکھاپٹنم کی ملاقاتوں میں جن متصفیات پر گفتگو ہوئی ان میں فلسفیانہ عناصر تو تھے ہی اردو کی بقا اور تحفظ کے لئے افلاطونی ذہن وفکر کا رخ اور پہلو بھی تھا۔

راج بہادر گوڑ

اردو کے بے لوث خدمت گزار تھے۔ حالانکہ وہ ایم بی بی ایس ڈاکٹر تھے اور راجیہ سبھا کے ممبر بھی تھے۔ کمیونسٹ پارٹی کے ترجمان ''کمیونسٹ جائزہ'' کے مدیر بھی تھے۔ لیکن اردو کے آدمی تھے۔ تنقید کی تین کتابیں انہیں دوام بخشتی ہیں۔ پٹنہ میں ہم ملے تھے۔

راشد انور راشد

اپنی شاعری میں لامتناہی گنجائشوں کی طرح ملاقات کی وسعت میں معنوی گہرائی کا خیال رکھتے ہیں۔ گفتگو کے دوران لگا کہ صدف میں روشن موتی جلوے دکھا رہا ہے۔

رضوان احمد

حسیات وتخیلات، ولولوں، امنگوں اور تجربات زندگی کو تعمیری عمل کی صورت میں افسانہ اور صحافت کا حصہ بناتے تھے۔ ہم نے زندگی کے بہت سے لمحے ایک ساتھ گذارے ہیں۔ وہ کسی کلاسیکی شعر کی طرح تھے جو موسیقیت کے رشتے سے لبریز ہوتا ہے۔

رفعت سروش

انہوں نے اپنے دہلی کے گھر میں ناشتے پر بلایا تھا۔ حقیقی شاعرانہ اور ڈرامائی کیفیت میں جذبات کی بنیادی حیثیت کی طرح وہ بامقصد وجود کا منبع نظر آئے۔

رفیق جعفر

ان سے پونہ میں ملاقات ہوئی تو اپنی تنقید کی طرح تناسب، موزونیت اور توازن کے

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

لوازمات کا انہوں نے خاص خیال رکھا۔ البتہ حسن بیان میں محبت کی چاشنی لپٹی ہوئی تھی۔

رونق نعیم

ان سے آسنسول میں ملاقات ہوئی تھی۔ ان کی شاعری میں زندگی کی ناہمواریوں اور مضحک کیفیتوں کی عکاسی ملتی ہے۔

رام لعل

پہلی ملاقات لکھنؤ میں ایک پروگرام کے دوران ہوئی تو اگلے دن اپنے گھر پر کھانے کے لئے بلا لیا۔ افسانہ اور سفرنامہ پر اتنی باتیں ہوئیں کہ میں نے ان پر اپنی نگرانی میں پی ایچ ڈی کرا دی۔ اردو افسانے کی اہم کڑی ہیں۔

ریحانہ محمد علی

اپنی زندگی اور آس پاس کی زندگی کے نشیب و فراز کا جائزہ لیکر افسانے، افسانچے، غزلیں، نظمیں اور تنقید لکھتی ہیں، مشاہیر ادب کے ازواجی خطوط کی چھان بین پہلے پہل انہوں نے ہی کی ہے۔ پٹنہ، بھاگلپور اور رانچی میں ہماری ملاقاتیں سمت نما رہی ہیں۔

زیب غوری

میرے گھر پر آئے تو شیریں سچ کا اصلی رنگ جاذبیت کا عنصر بن گیا۔ ان کی شاعری میں جدید لب و لہجے کی فنی توانائی ملتی ہے اور نئے آہنگ کا درویشانہ انہماک ملتا ہے۔

ساجدہ زیدی

ان سے دہلی میں ملاقات ہوئی تو وہ یونانی لفظ RHUTHOMOS کی طرح نظر آئیں جن کے التزام سرشار کرنے والے ہوتے تھے۔ ان کی شاعری اور ڈرامے میں زمان کی مصوری ملتی ہے جو مختلف طریقے سے قرأت کو منکشف کرتی ہے۔

ساحر شیوی

اردو کی ایک توانا آواز ہیں۔ شاعری، تنقید اور صحافت سے انہوں نے ایوان ادب میں گونج پیدا کی ہے۔ لندن میں ان کے گھر پر دو راتیں گذار چکا ہوں اور بافت کی معنویت سے ہفتہ بھر تک نئے ابعاد کو جذب کر چکا ہوں۔

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

ستیہ پال آنند

نظم کے شاعر ہیں۔وہ جیسی نفیری بجاتے ہیں اس کی سرسراہٹ سے معنی کے امکان کو وسعت ملتی ہے۔امریکہ میں رہتے ہیں۔دہلی کے ایک سیمینار میں ہم دونوں ساتھ تھے۔ایک ہی جگہ ہمارا قیام بھی تھا۔

سرور عثمانی

ان کی شاعری سے پتوں کے کھڑ کنے کی صدا آتی ہے۔استعجاب اور فجائیہ سے آئینہ بنانے کا ہنر انہیں آتا ہے۔قطعیت کے اشارے بھی ان کے یہاں ملتے ہیں۔وہ صحافی بھی ہیں۔گیا،بھاگلپور اور رانچی میں ان سے ملاقات کا سلسلہ رہا ہے۔

سلام بن رزاق

اردو افسانے میں نیا باب کھولتے ہیں جن سے لمحوں کی کڑیاں جڑتی ہیں۔دہلی میں ملاقات ہوئی تو لگا کہ ان کی شخصیت بھی قابل مطالعہ ہے۔

سلام سندیلوی

بلند قد ناقد اور تجربے سے شرابور شاعر تھے۔انہوں نے ایسے موضوعات پر لکھا ہے جدھر ناقدوں اور شاعروں کا ذہن نہیں گیا ہے۔مجھ سے دیرینہ تعلقات تھے۔عمر کے آخری پڑاؤ میں ان کی ایک ہی خواہش تھی کہ مجھ سے ملاقات ہو جائے۔آخر جب وہ ذی فراش تھے تب میں ان سے ملنے گورکھپور گیا تھا۔

سلیم شہزاد

تنقید لکھتے ہیں۔شاعری کرتے ہیں اور اصطلاحات کی ڈکشنری تیار کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔تہہ در تہہ انکشاف کا احساس ناگپور میں ان سے گفتگو کے دوران ہوا۔

سوہن راہی

مجسم شاعر ہیں۔مجمل اور مفصل کو ملا کر خود کو علامت کی آواز بنائے رکھتے ہیں۔لندن میں ملاقات کے دوران لگا کہ وہ عام ادبی شخصیت سے ہٹ کر ہیں۔

سید احمد قادری

افسانہ نگار اور ناقد کے ساتھ صحافی بھی ہیں۔ادب کے چشمۂ صافی میں ہلکی ہلکی لہریں

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

اٹھاتے رہتے ہیں اورDetachmentسے باخبر رہتے ہیں۔سینکڑوں بار کی ملاقات میں ہم نے موجودگی کے قرب کو جانا ہے۔

سیفی سرونجی

شاعر، ناقد، سفرنامہ نگار اور صحافی ہیں، جس طرح مچھلی پانی سے ہے اور پھول رنگینی ونزاکت سے ہے اسی طرح سیفی سرونجی اردو زبان اور ادب سے اپنی پہچان رکھتے ہیں۔ دہلی اور کلکتہ میں ملاقات کے دوران میں نے انہیں اردو کی چاہت میں بے قرار دیکھا۔

شارب ردولوی

انہوں نے تنقید لکھتے وقت لمس کی یکتائی کو اظہار کا ذریعہ بنایا ہے۔ اس ارسائی اور اک میں معنی کا فنکارانہ راز ہے۔ دہلی میں ملاقات ہوئی تو ترسیل کا چاند ہمارے قبضے میں تھا۔

شارق جمال

ان سے ناگپور میں ملاقات ہوئی اور دو دن ہم ساتھ رہے تو شاعری اور عروض دانی کے علاوہ ان کی علمیت اور شخصیت کی بہت سی پرتیں سامنے آئیں۔

شان بھارتی

شاعر اور صحافی ہیں۔ مسائل حیات کا تجزیہ کرتے وقت ان کے اشعار نفیری بجاتے ہیں، لمحوں کی کڑیاں گنتے ہیں اور لفظ کو تجربہ بناتے ہیں۔ دھنباد، کولکاتا، دارجلنگ اور وشاکھا پٹنم میں ہم نے ملاقات کو دیو پیکری بنایا ہے۔

شاہد ماہلی

اپنی شاعری میں امکان کا سفاک خنجر پیوست کرنا جانتے ہیں۔ اور دل میں اتر کر جسم و جاں کو حرف شیریں بناتے ہیں۔ دہلی میں ملاقات کی گونج اسم صفت بنی ہے۔

شائستہ انجم

نوری اور ناری دونوں ہیں۔ تنقید لکھتی ہیں، کالج میں پڑھاتی ہیں لیکن گھر گرہستی سنبھالنا

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

جانتی ہیں۔ پٹنہ میں ان کے گھر پر ملاقات ہوئی تو ان کا زیادہ وقت باورچی خانہ میں گذرتا تا کہ ہم حرف ذائقہ کے حصار میں رہیں۔

شفق

ان کے افسانے اور ناول احساسات ومشاہدات کے آئینہ دار ہیں۔ رشتے کی گہرائی اور سچائی کو بیان کرتے وقت وہ حشر ساماں کیفیت سے ضرور گذرتے ہیں۔ پٹنہ میں ہم جذبات کی شدت کی دائمی حدت سے ملے تھے۔

شفیقہ فرحت

طنز سے خوش کن ہو کر بدصورتی کا شفاف عکس پیش کرتی رہیں۔ طنز ومزاح کے فنکارانہ اظہار کے ساتھ ہم ناگپور میں ملے تھے۔

شکیب ایاز

عملی زندگی کو تخلیقی زندگی سے ہم آہنگ کرنے میں کامیاب رہے۔ ان کی شاعری فکری جدت کی تابکاری رکھتی ہے۔ پٹنہ میں کتنی ہی بار ہم ملے تھے اور فطری تخلیقی بہاؤ کی سند بنے تھے۔

شمس الرحمٰن فاروقی

شاعر کم اور ناقد زیادہ ہیں۔ ان کی تنقیدی بصیرت میں اساطیری اشارے مختلف معنی دیتے ہیں کہ سیلف پورٹریٹ کی ترسیل سامنے آتی ہے۔ دہلی، پٹنہ اور بھاگلپور میں ان سے مختصر ملاقات رہی ہے۔

شمیم طارق

ان کی انفرادی ضوفشانی ان کی ہر تحریر میں ملتی ہے۔ وہ تہذیبی قدروں کے امین ہیں اور تخلیقی جواز فراہم کرتے رہتے ہیں۔ دہلی میں ملاقات کے بعد لگا کہ جو قدم ہے انہی کی راہ میں ہے۔

شمیم قاسمی

الفاظ کو گرفت میں رکھنے کا سلیقہ جانتے ہیں۔ پے در پے کیفیت کی نقاب کشائی ہمیشہ سے

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

نئے انداز سے کرتے ہیں اور لب و لہجے کو انگیخت کر کے تخلیقیت کی سحر کاری سے شاعری کا پیکر عطا کرتے ہیں اور جب افسانہ اور تنقید لکھتے ہیں تو جگر کاوی اور فکری تہہ داری کو سامنے رکھتے ہیں۔ان گنت ملاقات میں ہم نے اندرون کی تخلیقیت خیزی کو سمجھا ہے۔

شہپر رسول

فکری قوت سے شاعری کے منظر نامہ کو بہت دور تک روشن کرتے ہیں۔وہ روایت کے امین ہیں اور نئے تخلیقی رویے کو مہمیز کرتے رہتے ہیں۔دہلی میں کئی ملاقات کے دوران سادہ، پرکار اور نئی جہت سے آشنا نظر آئے۔

شہود عالم آفاقی

خلوص اور سچائی سے جتنے بھرپور تھے ان کی شاعری اور صحافت بھی اتنی ہی تراشیدہ، صحت مند اور تخلیقی قوتوں سے توانا تھی۔کولکاتا سے بھاگلپور تک ہم بہت بار انفرادی شناخت سے ملے تھے۔

شین کاف نظام

ان کی شاعری تخلیقی سرشاری سے لبریز ہے۔مجازیت و مادیت اور حیات کی ہم آہنگی سے وہ تخلیقیت خیزی کی روح تک پہنچتے ہیں۔دہلی میں ان سے ملاقات شعریاتی تہذیب کے ادراک جیسی تھی۔

صابر ارشاد عثمانی

انہوں نے تنقید لکھی ہے۔افسانے لکھے ہیں اور صحافت نگاری کرتے ہوئے اداریے کے ذریعے آئیڈیالوجی پیش کی ہے۔ان سے لندن میں اور دہلی میں ملاقاتیں رہی ہیں۔

صابر گوالیاری

ان سے اندور میں ملاقات ہوئی تو اپنی شاعری کی طرح جذبات اور تجربات کی کائنات کے تناظر میں فنکارانہ توانائی کا اظہار کرتے رہے۔

صادق

انہوں نے وقت کے پروردہ ہونے کا ثبوت دیا ہے۔بدلتے تناظر میں انہوں نے جیسی تنقید

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

لکھی ہے وہ جہانِ دیگر کا درجہ رکھتی ہے۔ تفاعل کی حامل معصومیت اور تیز رفتاری دونوں ان کے یہاں ہے۔ دہلی میں جب بھی ملاقات ہوئی نئے پن کی چمک ضرور نظر آئی۔

صفیہ صدیقی

بیانیہ اسلوب میں افسانے لکھتی ہیں۔ ان کے لہجے کے تیکھے پن میں ندرت اور توانائی امتیازی شناخت رکھتی ہے۔ لندن میں ملاقات ہوئی تو ہم اجنبی نہیں لگے۔

صلاح الدین پرویز

موضوع، مواد اور ماحول کے اعتبار سے اپنے لہجے کو نئے آہنگ سے مربوط کرنے اور تخلیقی تفاعل کو نئی جہت دینے پر قادر تھے۔ ان سے دہلی میں کئی بار ملاقات ہوئی تھی۔

صلاح الدین نیر

ان سے حیدرآباد اور وشاکھاپٹنم میں کئی بار ملاقات ہوئی ہے۔ شاعری اور نثر میں کاٹ دار آہنگ کی وجہ سے ان کی الگ پہچان ہے۔ اور صحافت میں قلم کی بے باکی کی وجہ سے نئی لغت تیار کرتے رہتے ہیں۔

ضیاء الرحمٰن غوثی

دردمند صحافی ہیں۔ بچوں کے ادب پر ان کے کام کی انفرادیت ہے۔ وہ ریت کی سرسراہٹ پر دھواں اڑانے کا ہنر جانتے ہیں۔ پٹنہ سے دہلی تک ملاقات کا ایک سلسلہ رہا ہے۔

عاصم شہنواز شبلی

شاعر، ناقد اور صحافی ہیں۔ ذہنی اور جذباتی تعلق کو کھرے پن سے نبھاتے ہیں لیکن مطالعہ

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

سے اقدار کا رشتہ استوار رکھتے ہیں۔ کولکاتا میں کئی بار مل کر ہم نے معنی کی توسیع کی ہے۔

عبدالاحد ساز

کثیر المعنی شاعر ہیں۔ آہنگ کے انکشاف سے تحریری پیکر بناتے ہیں۔ اور پُرسوز شاعری کے ذریعہ فکری تابناکی کی ندرت کاری کا احساس دلاتے ہیں۔ دہلی اور ناگپور میں ان سے ملاقات ہوئی ہے۔

عبدالغفار عزم

ان سے لندن اور دہلی میں ملاقات ہوئی تو نئی سوچ کے شاعر کی حیثیت سے تفکر کے عمق کی صورت ان میں نظر آئی۔

عبدالقوی ضیاء

ان کی کئی حیثیتیں ہیں۔ تاریخ نگاری، خاکہ نگاری، مضمون نگاری اور شاعری میں ان کے یہاں جو صداقتیں ملتی ہیں اور لفظی پیکر میں موضوع کو جس طرح وہ دلکش بناتے ہیں اس سے ان کی بصیرت و بصارت اور ذہانت و مہارت کا قائل ہونا پڑتا ہے۔ ہم لندن میں دو دن تک روم پارٹنر رہے تھے۔

عبدالمنان طرزی

اردو میں منظوم تنقید کے بانی ہیں۔ درجن بھر سے زیادہ ایسی کتابیں شاعری کو جاذبیت اور نکھار بخشتی ہیں اور شبنمی موتیوں کی آرا ستگی عطا کرتی ہیں۔ قدرت نے انہیں سیمابی دل سے نوازا ہے اور سوچ کو بے ساختگی اور جذباتی بہاؤ کی فطرت سے مالا مال کیا ہے۔ ہم دونوں کتنی بار ملے ہیں یہ گنتی ممکن نہیں ہے۔

عبدالواسع

ناقد ہیں۔ نظر کی یافت میں پرانی روش اور تائیدی شناخت کا پھیلاؤ رکھتے ہیں۔ یونیورسٹی کے کام کے سلسلے میں ہم نے کتنے ہی شہر میں شب و روز ساتھ گذارے ہیں۔ ان کے علاوہ بھی ہم دونوں ساتھ رہے ہیں۔

عتیق اللہ

ان کی تنقیدی تحریروں میں نئی اور مثبت ارتفاع ملتی ہے۔ ان کی فکر، ان کا شعور، ان کا تخیل

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

اورؔان کی سوچ ہمعصروں میں انفرادیت کی حامل ہے۔ دہلی اور پٹنہ میں جب بھی ملاقات ہوئی موضوعات کومضبوطی سے پکڑے نظر آئے۔

عثمان انجم

شاعراور صحافی ہیں۔صرف اردو کے لئے جیتے ہیں۔وشا کھا پٹنم جیسی کوردہ جگہ میں اردو کی خدمت کر کے اپنی شناخت بنائی ہے۔مشاعرے میں بھی اپنی آواز کا جادو جگاتے ہیں۔درجنوں بار ہم ملے ہیں اور جیتوں کوتربیت یافتہ بنایا ہے تا کہ اردو کی نشوونما میں برگ وبار آسکے۔

عذرا پروین

ان کی شاعری کی معنویت کے سیلِ رواں میں جہانِ نو ہے۔ ان سے دہلی میں تمام تر خوبصورتی کے ساتھ ملاقات ہوئی تھی۔

عزیز اندوری

عصری حسیت سے بھر پور شاعری کرتے ہیں اور زمینی حقیقت سے خود کی سرحد میں ملاتے ہیں۔ وجدانی تجربے ان کی اہم خصوصیت ہے۔اندور میں دودن ہم معنی ومفہوم اور خوداعتمادی سے ملتے رہے تھے۔

عزیز پریہار

شاعر ہیں اور سمندآسا جہان خلق کرتے ہیں۔ معنویت سے بھر پور زندگی کی کشمکش ان کے یہاں ملتی ہے۔ان سے دہلی میں ملاقات ہوئی تھی۔

عطا عابدی

تخلیقی اور تفکری نظام کے پروردہ ہیں۔ان کی شاعری کی دلپذیری روشن خیالی کشید کرتے میں ہے تا کہ مسائل،واقعات اور جذبات کا استعارہ سامنے آسکے۔پٹنہ اور دربھنگہ میں ہم ملتے رہے ہیں۔

علقمہ شبلی

نثر بھی لکھتے ہیں لیکن ان کی پہچان شاعر کی حیثیت سے ہے۔ ان کے یہاں حرف تشبیہ مکتوم

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

مفہوم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اطناب آمیز تجزیاتی تجربے سے ترکیبی اعداد میں اضافہ کرتے رہتے ہیں۔ کوکاتا میں نفسی وقفہ سے ہم ملتے رہے ہیں۔ ویسے پٹنہ اور آسنسول میں بھی ہم ساتھ ساتھ تھے۔

علی احمد فاطمی

ناقد ہیں۔ مفاہیم کے تعین کے لئے ان کے پاس الفاظ ہیں۔ اسی لئے کثیر الجہت ہیں اور وسیع امکانات کا عرفان رکھتے ہیں۔ ان سے دہلی میں ملنا ہوتا رہا ہے۔

علی سردار جعفری

ان کی شاعری، تنقید، ڈراما اور افسانہ میں الفاظ کے متعلقات کا اور بیان کی تہہ نشیں وسعتوں کا ایک جہان ملتا ہے۔ ان سے دہلی میں ملاقات ہوئی تھی۔

علیم اللہ حالی

شاعر، ناقد اور صحافی ہیں۔ تہہ نشین جہتوں کو بیان اور معنی تراشی سے وسعت عطا کرتے ہیں۔ پٹنہ، گیا، بھاگلپور میں ان سے ملاقات کی بازیافت کے عمل کا تعین ہوتا رہا ہے۔

عنبر بہرائچی

ان کی شاعری میں ماضی کی بازگشت ہے، سنسکرت الفاظ کو برتنے کی ندرت ہے اور تطہیری فکری نظام کی آشنائی ہے۔ سیاق وسباق کے ساتھ دہلی میں ملاقاتیں ہوئی ہیں۔

عین رشید

اپنی تحریر میں جدید مسائل کے تناظر میں ہزار معنی کی خوبیوں سے آگاہ تھے۔ دہلی میں ہم تہذیبی لباس میں ملے تھے۔

غضنفر

اپنے ناولوں میں ذہنی کیفیتوں کو آس و یاس جذبات کی صورت میں ظاہر کرتے ہیں۔ یہ جذبات ترجمانی ہی نہیں بلکہ حکمت کی بھی آئینہ دار ہیں۔ ہم دہلی میں جمال کے باہمی تناسب سے ملے تھے۔

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

فاروق سید

صحافی اور ادیب ہیں۔ بے ساختگی اور جذباتی بہاؤ ان کی فطرت کا حصہ ہے۔ وہ چین کی تلاش میں ہمیشہ بے قرار رہتے ہیں۔ ناگپور میں ملاقات ہوئی تو خلوص اور محبت کے قدرداں نظر آئے۔

فراز حامدی

شاعر، ناقد اور صحافی ہیں۔ دوہا غزل کے موجد ہیں۔ ہمہ اوست کے فلسفے کی مثال ہیں اور چشم داشت کے سہارے تخلیق حسن سے واسطہ رکھتے ہیں۔ ساتھ ہی دل گرفتگی کی مشاطگی کرتے ہیں۔ دہلی اور علی گڑھ میں ملاقات کے دوران چمکیلی آنکھوں کو اور جاذب بنا کر ملے۔

فراغ روہوی

حساس دل کے شاعر اور صحافی ہیں۔ حساس دل کا شاعری کے ساتھ وہی تعلق ہے جو رنگینی کا پھول سے اور مٹھاس کا شکر سے ہے۔ پہچاننے اور سراہنے کی صلاحیت ان میں زیادہ ہے۔ کولکاتا اور دہلی میں ترکیب جمال کے ساتھ ہم ملتے رہے ہیں۔

فرحت احساس

اپنی شاعری میں جذباتی مد و جزر کے روح رواں نظر آتے ہیں۔ ان کے یہاں گداز کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ دہلی میں ہم ملے ہیں۔

ف س اعجاز

شاعر، صحافی، افسانہ نگار، سفرنامہ نگار، اداریہ نگار اور مترجم ہیں۔ ان کے یہاں معنوی گہرائی صدف کی طرح ہے۔ وہ خوشنمائی اور جمالیات کی ترجمانی کو فن کا مقصد ساز سمجھتے ہیں۔ فنی مہارت انہیں منفرد بناتی ہے۔ کولکاتا اور دہلی میں ہماری ملاقات اردو زبان اور ادب کی ترویج و ترقی کے لئے تھی۔

فیاض احمد وجیہہ

اقدار حیات کی تشریح و تفہیم سے منسلک ہیں۔ دربھنگہ اور دہلی میں ملاقات ہوئی تو انبساط

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

رسائی ہمارے درمیان تھی۔

قاضی مشتاق احمد

انہوں نے افسانے لکھے ہیں، تنقید اور ڈرامے بھی لکھے ہیں اور لفظی حسن آرائی سے وقت کا ساتھ دیا ہے کہ نوکِ خار سے وہ ہم کنار ہیں۔ پونہ اور دہلی میں ہماری ملاقات ہوئی ہے۔

قاضی عبدالودود

ان کی تحقیق باریکی سے اور حقیقت سے آشنا کراتی ہے۔ وہ مستند اصول کے قائل ہیں اور مجرد خیر وشر کی نفسیاتی گرفت کی تشریح میں دور دور تک اپنا مدمقابل نہیں رکھتے۔ پٹنہ میں ان سے پچاسوں بار کی ملاقات امتیازی نشانات سے بھری تھی کہ وہ روایت کے جزولاینفک تھے۔

قتیل شفائی

غمِ عشق اور غمِ روزگار کی نمائندگی کرنے والے شاعر تھے۔ وہ جدت پسند اور انقلابی تھے۔ ویسے ان کی شاعری ''سوز وساز'' سے بھری ہوئی تھی۔ دہلی میں ملاقات ہوئی تو ستمہائے زمانہ کے نقیب اور عصر حاضر کے پیغامبر کی حیثیت سے ہم ملے۔

قمر جمالی

اپنے افسانوں میں فطری اور جبلی خواہشات کی نا آسودگی کو بیان کرتی ہیں۔ وہ رشتے کی تلاش میں ارمانوں کی تصویر کشی کرتی ہیں اور فنی بصیرت اور غیر معمولی ادراک سے وسیع منظر اور پس منظر کی تشکیل کرتی ہیں۔ ان سے حیدرآباد میں ملاقات ہوئی تھی۔

قیصر شمیم

نئے معانی ومفاہیم کو برتنے والے کہنہ مشق شاعر ہیں۔ ان کی شاعری میں صورت حال کی شدت اور لطافت ملتی ہے۔ کولکاتا میں جب بھی ملاقات ہوئی زود فہم تصویر کشی کی توضیح ہمارے درمیان تھی۔

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

کالی داس گپتا رضا

ان سے لندن میں ملاقات ہوئی تو دو دن تک تحقیق، تنقید، عاجلانہ کیفیت، اردو کی بلا خیزی اور بعض اساتذہ کے یہاں فنی نقائص پر تبادلۂ خیال کرتے رہے۔ وہ طرز فکر کے اہم ستون تھے۔

کرشن کمار طور

اپنی شاعری میں نفسیاتی کشمکش کی عکاسی کرتے ہیں اور اپنی صحافت سے اردو کی محبت بھری الجھی ڈور کو سلجھاتے ہیں۔ وہ میرے گھر پر آ چکے ہیں۔ گفتگو کے دوران ان کی باریک بینی اور اشاریت کی ریت بھری آنکھ مچولی سے سلگتی ہوئی کیفیت کا اندازہ میں نے لگایا ہے۔

کشور ناہید

لپٹنے، جھپٹنے اور گدگدی کرنے والی بیداری کی لہروں بھری شاعری کرتی ہیں۔ ان کے یہاں بولڈ نو خیزیت کے ساتھ اصلیت اور واقعیت ملتی ہے۔ ان کا اپنا مخصوص انداز ہے۔ دہلی میں ملاقات کے دوران اردو کی گہری سانس ہمارے بیچ تھی۔

کلیم ضیا

اپنی تنقید میں تاریخ، نفسیات اور ثقافت کی آگہی کی پرتیں کھولتے ہیں۔ تاکہ فکری کاوش کی بنیاد سامنے آ سکے۔ ان سے ناگپور میں ملاقات ہوتی تھی۔

کلیم قیصر

سماجی زندگی کی ابھرتی دوڑتی لہروں کو فکری شعور کے ساتھ اپنی غزلوں کا حصہ بناتے ہیں اسی لئے مشاعرے میں کامیاب ہیں۔ ان سے وشاکھاپٹنم میں ملاقات ہوئی تھی۔

کمار پاشی

ان کی شاعری داخلی آگ سے منور اور خارجی حالات کے آتش سیال سے روشن ہے۔ دہلی

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

اور بھاگلپور میں مل کر ہم نے وقت کا ادراک کیا تھا۔

کیول دھیر

افسانوں میں، صحافت میں اور سفرنامے میں بھی نشتر زنی یا جراحی کے فن سے ضرب کاری کرتے رہے ہیں۔ لندن میں ملاقات ہوئی تو جاگتے، جاتے بوجھے اور متحرک کردار کی طرح ہم عمل کا ردعمل بن گئے۔

گلزار جاوید

انفرادیت بھرے افسانوں کی طرح اور نباض بھری اقداری صحافت کی طرح بے حد خوبصورت شخصیت کے مالک ہیں۔ نیرنگ خانوں کو انہوں نے اپنی تحریر سے نیا ذائقہ اور باصرہ عطا کیا ہے۔ دہلی میں ہم خوشبوؤں کے خزانے لٹاتے ہوئے ملے تھے۔

گوپی چند نارنگ

ان کی تنقیدی، تحقیقی اور لسانی حرارتیں، تاریخی، تہذیبی اور مابعد جدید افکار و نظریات سے لبریز ہیں۔ ان کے دل میں نورِ اردو ہے اور وہ قلم کے قلندر ہیں، زبان و بیان کی جدت و ندرت صدرنگی جلوے دکھاتی ہے جس میں تحریکی بصیرت ہے۔ ان کی شخصیت اور ان کے مزاج میں فطری لہلہاہٹ اردو کی زائیدہ ہے۔ کتنی ہی ملاقاتوں میں انہوں نے وقت کی تبدیلی کو محسوس کرایا ہے۔

گلشن کھنہ

پہلی بار ہم لندن میں ایک عالمی پروگرام میں ملے۔ دو دن بعد انہوں نے اپنے گھر پر ایک نشست رکھ دی۔ بڑی عزت دی۔ ان کی بیگم پرم جیت کھنہ نے بہت عمدہ کھانا کھلایا۔ دوستوں کے دوست ہیں۔ افسانہ لکھتے ہیں اور شاعری بھی کرتے ہیں۔

لطیف احمد سبحانی

ان کی تحقیق میں دوربھ کی تنقید ہے۔ وہ زمانی سیاق و سباق سے جڑے ہوئے ہیں۔ ناگپور میں ہم دو دن تک ملتے رہے تھے۔

مجید بیدار

غیر معمولی صلاحیتوں کو تنقید اور تحقیق میں روبہ کار لاتے ہیں اور وضاحت کے واسطے کو پیچ وخم

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

عطا کرتے ہیں۔ دربھنگہ اور حیدر آباد کی ملاقات میں ہم آئینہ بنے تھے۔

مجیر احمد آزاد

ان کے افسانے کردار، احساسات، جذبات اور آواز کے زیر و بم سے پہچانے جاتے ہیں کہ ان میں زمینی حقیقت ہے اور گرد و پیش کی دنیا کی تبدیلی کی نفسیاتی آنکھیں بھی ہیں، ان سے دربھنگہ میں کئی بار کی ملاقات ہے۔

مجتبیٰ حسین

انہوں نے طنزیہ و مزاحیہ شہہ پارے سے زندگی کی آزمائشوں کو پیش کیا ہے، ناہمواریوں سے نبرد آزمائی کی ہے اور خوش طبعی سے تلخ حقیقتوں کو رنگارنگ بنایا ہے۔ ان کے کڑوے پن میں سچائی کی جاذبیت ہے۔ دہلی میں بہت بار اور حیدر آباد میں ان کے گھر پر ملاقاتیں رہی ہیں۔

مجتبیٰ فہیم

اپنی شاعری میں، افسانے میں اور صحافت میں مقتضیات کا خیال رکھتے ہیں اور تشخص کو نئی صورت سے آشنا کرتے ہیں۔ ان کی تخلیقی اور ترتیبی علمبرداری، سچ گوئی اور وعدہ ایفائی میں حسن بیانی، نرم جوئی اور فکری پرواز ہے۔ ان سے وشاکھاپٹنم اور حیدر آباد میں جب بھی ملاقات ہوئی تخلیق کی منزلت اور فن کی مسرت انگیزی ہمارے آس پاس تھی۔

محبوب راہی

شاعر، ناقد اور بچوں کے ادیب ہیں، معاشرتی زندگی سے ان کا تعلق گہرا ہے۔ وہ فن کو انسان کی فطری مشاطگی کا نام دیتے ہیں اور لفظیاتی نظام میں معنی کی نئی جہتیں تلاشتے رہتے ہیں۔ ان کے قلم کی چال پھرت کے لمس میں درخشانی ہے۔ کھنڈوہ (مدھیہ پردیش) میں ہم ملے تو وارفتگانہ محبت کی کیفیت چھلکی پڑ رہی تھی۔ ساہتیہ اکیڈمی انعام یافتہ ہیں۔

محمد اسد اللہ

انشائیہ نگار ہیں لیکن انہوں نے تنقید لکھی ہے، مزاح نگاری اور شاعری بھی کی ہے اور تراجم بھی کئے ہیں۔ بچوں کے ساتھ گپ شپ بھی کی ہے۔ اس طرح خود کو مختلف دھڑکنوں میں پیش کیا ہے۔

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

اور حکیمانہ گونج پیدا کی ہے۔ان سے ناگپور میں ملاقات ہوئی تھی۔

محمد امین الدین

صحافی ہیں لیکن اردو کے لئے جیتے ہیں۔وہ جس قدر سادگی پسند ہیں اتنے ہی توانا علم زبان رکھتے ہیں۔ادب کے میدان نثر میں وہ وسعت چاہتے ہیں اور شاعری کو قومی تدبر کا حامل دیکھنا چاہتے ہیں۔ناگپور میں دودن ہمارا ساتھ رہا ہے۔

محمد زماں آزردہ

ناقد اور طنز و مزاح نگار ہیں۔سنجیدگی اور حقیقت نگاری کے افادی پہلو پر ان کی نظر رہتی ہے۔ سری نگر اور پٹنہ میں ہم نے ساتھ وقت گذارا ہے۔

محمد مجتبیٰ خان

اردو کے بہت بڑے ناشر ہیں۔اردو کتابوں کے بیچ جیتے ہیں اور اردو ادب کو وسعت دینے کی فکر میں ڈوبے رہتے ہیں۔ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس کے دفتر میں جب بھی ملاقات ہوئی کتابوں کے رموز سلجھاتے اور واقفیت دیتے نظر آئے۔ان کے بطون میں تجربے کا انبار ہے۔

محمد سبحان

اردو ادب کی کتابوں کے اور ادبی شخصیات کے قدرداں ہیں۔فقیری میں بادشاہی اس طرح کرتے ہیں کہ معانی کی پیچیدگی سلجھاتے ہیں اور عمل کو ایماندارانہ ذہنیت کا زائیدہ بناتے ہیں۔دہلی میں جب بھی ملاقات ہوئی مسکراہٹ کو منقلب کرتے نظر آئے۔

محمد سالم

درجنوں بار کی ملاقات ہے۔ان کے گھر پر رات گذار چکا ہوں۔کبھی دربھنگہ میں رہتے تھے اب امریکہ میں رہتے ہیں۔شاعر،تنقید نگار اور مترجم کی حیثیت سے اپنی پہچان رکھتے ہیں۔ان کی ترجمہ والی کتاب پر جب سے صدر راو بامانے لکھ کر رائے دی ہے ان کے پاؤں زمین پر نہیں پڑ رہے ہیں۔

محمد محفوظ الحسن

ناقد ہیں۔تہذیبی اقدار کے بکھرنے کے درد کو مربوط کرنے اور شناخت عطا کرنے میں لگے

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

رہتے ہیں۔ فکر ونظر میں یاقوتی سرخی رکھتے ہیں اور ان میں لفظیاتی وصوتی آہنگ سے لہریں پیدا کرتے رہتے ہیں۔ گیا میں ہم بہت بار ملے ہیں۔

مخمور سعیدی

شاعر اور صحافی تھے۔ ایک خاص مزاج کے وہ مالک تھے جس میں جذباتی کشمکش زیادہ تھی۔ مصلحانہ قوت کی وجہ سے انہیں فنی لوازمات سے واسطہ تھا۔ اظہار تلاطم کے ساتھ ہم کئی بار دہلی میں ملے تھے۔

مشتاق احمد نوری

اپنے افسانوں میں جہانِ معنی کی سیر کراتے ہیں۔ سچ کے اظہار کا احتساب کرتے ہیں اور احساسات وتجربات کو فنکاری کے ساتھ بیان کے پیکر میں مبدل کرتے ہیں۔ وہ صحافی بھی ہیں۔ نوتشکیل رجحانات ونظریات کو خوش آمدید کہتے ہوئے نظریے یا رجحان کو وسعت دیتے رہے ہیں۔ بہت بار کی ملاقات میں ہم نے زندگی اور ادب کے گوناگوں عکس دیکھے ہیں۔

مشرف عالم ذوقی

ناول نگار اور افسانہ نویس ہیں۔ وہ ذات وکائنات کے بہت سے مسائل کو متنوع اظہار کی تفہیم عطا کرتے ہیں، لفظیات، اسلوب اور جمالیات کی چاندنی سے قربتوں کو تندئ صہبا بنانے کا ہنر جانتے ہیں۔ دہلی میں ہم لفظوں کے پیرہن کے ساتھ کئی بار ملے ہیں۔

مصطفیٰ کمال پاشا

منطقی سوچ رکھتے ہیں۔ ایک امتیازی وصف یہ ہے کہ مشاہدات اور تجربات کے عذر کو مدوی (Categories) اور تعلقات (Concept) میں منظم کرنا جانتے ہیں۔ عزائم کی پختگی کے ساتھ علم کی قدر دانی اور کسب اندوزی کرتے ہیں۔ دہلی میں جب بھی ملاقات ہوئی کھانے کے لئے اصرار ضرور کرتے ہیں۔

مظفر حنفی

انہوں نے بہت لکھا ہے۔ افسانہ، تنقید، شاعری، بچوں کا ادب، اشاریہ سازی، اور بھی بہت کچھ۔ وہ فکر نورس کی دلکش خوشبو بکھیرتے رہے ہیں۔ صالح قدروں کو تخلیقی شعور کا حصہ بناتے رہے ہیں۔ اور فہم وادراک سے بھرپور دیدہ وبینا کا منظر نامہ پیش کرتے رہے ہیں۔ ہم باطنی آسودگی کے ساتھ

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

دہلی میں اور ان کے گھر پر کئی بار ملے ہیں۔

مظہر امام

شاعر، ناقد، خاکہ نگار، آزاد غزل کے موجد اور انٹرویو نگار تھے۔ الفاظ و تراکیب تخلیقی استعمال میں ان کے یہاں معانی کا جہان دیگر آباد کرتے ہیں۔ ان کے موضوعات ذاتی اور آفاقی ہوتے ہیں اور وہ ارضی پیکر کے وجود کا احساس دلاتے ہیں۔ مجھے اپنے چھوٹے بھائی کی طرح مانتے تھے۔ اور بیشتر معاملات میں ندرت اور نئے پن کی طرح مشورہ لیتے تھے۔ پٹنہ، سری نگر، دہلی، کولکاتا اور کئی جگہ ہم ملتے رہے تھے۔

معین احسن جذبی

ان سے بہار شریف اور علی گڑھ میں فنکارانہ عمل کی شدت کے پگھلاؤ کی طرح ملاقات ہوئی تھی۔ نظم و غزل کے شاعر تھے۔ زندگی کے بامعنی رشتہ پر زور دیتے تھے۔ اور نظریاتی مقاصد کے لئے استحصال کے خلاف آواز بلند کرتے تھے۔

ممتاز احمد خاں

ناقد ہیں۔ تحلیل و تجزیے سے جدید حسیت کے کارفرما عناصر کی شناخت کراتے ہیں۔ فکر و نظر کی ہمہ گیری۔ علمی بصیرت اور ذہنی کشادگی اصناف و شخصیت کی مبادیات پر روشنی ڈالتی ہے اور ادراک سے بھرپور معنی و مفہوم کے در وا کرتی ہے۔ ان سے بہت بار کی ملاقات پٹنہ اور مظفر پور میں ہوئی ہے۔

منور پیر بھائی

نثر نگار ہیں، سماجی خدمت گار ہیں اور قوم کو تعلیم سے بہرہ ور کرنے میں لگے رہتے ہیں، پونہ میں دو دن تک امتیازی شناخت کے ساتھ ہم ملتے رہے ہیں۔

منصور خوشتر

شاعر، صحافی، نثر نگار، اور ترتیب کار ہیں، ان کی شخصیت کے اعماق میں جو ہر موجود ہے کہ موجودیت کے داعی ہیں، اور عمل کی اصلیت سے آگاہ ہیں، دربھنگہ میں جب بھی ملاقات ہوئی بے پناہ تخلیقی توانائی کے ساتھ ملے۔

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

منیر سیفی

زندگی کی نفسیاتی تصویر اپنی شاعری میں پیش کرتے ہیں۔ جذبہ و احساس کی تازہ کاری اور بیان کی سلاست کی وجہ سے ان کی پہچان جداگانہ ہے۔ کیف اور اثر انگیزی عصرِ حاضر کے کئی گوشے منور کرتی ہے۔ پٹنہ میں ہم ملتے رہے ہیں۔

نارنگ ساقی

شخصیت نگاری اور لطیفے کی یکجائی کی وجہ سے اردو میں ایک الگ رنگ رکھتے ہیں جس سے جذباتی تعلق اور ذہنی آسودگی کا پتہ چلتا ہے۔ ان کی کتابیں معروضی اور استدلالی ہیں۔ دہلی میں جب بھی ملاقات ہوئی تو لگا کہ تہذیب کی اکائی سے آشنا ہوئے ہیں۔

ناصر عباس نیر

نئی تنقید کی اہم آواز ہیں۔ ساختیاتی اور پس ساختیاتی تنقید پر تفصیل سے لکھا ہے۔ تھیوری کی آگہی بھی ان میں ہے۔ وہ گہرائی میں جا کر جزئیات پر توجہ دیتے ہیں۔ ساہتیہ اکیڈمی، دہلی کے سیمینار میں منطقی مضبوطی کے ساتھ ان سے ملاقات ہوئی تھی۔

نامی انصاری

شاعر اور ناقد تھے۔ معاشرتی مسائل کے ترجمان تھے۔ زمانے کے مزاج کی آمیزش سے شعر و ادب کو جزو بناتے تھے۔ ان سے ناگپور، لکھنؤ اور کانپور میں ملاقاتیں ہوئی تھیں۔

نجیب رامش

ان کی شناخت اور شہرت کا سبب ان کی شاعری ہے۔ عصرِ حاضر کے مسائل کو نئے لہجہ اور آہنگ سے پیش کرتے ہیں۔ ناگپور میں ہم ملے تھے۔

نذیر فتح پوری

اردو ادب میں قوسِ قزحی شخصیت کے مالک ہیں۔ تنقید، افسانہ، ناول، شاعری، سفرنامہ،

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

بچوں کا ادب اور صحافت کے ساتھ وہ صوتی خوبصورتی رکھتے ہیں۔ باطنی خوبی، خیال کی بلندی، معنوی گہرائی اور قلم کی چلت پھرت سے اپنے عصر کو متاثر کرنے میں کامیاب ہیں، شاعری اور نثر میں ادب کے موضوعات کو سموتے وقت فلسفہ، مابعد الطبیعات، مذہب، عمرانیات اور متعلقہ علوم سے رغبت کو جہاں آباد بناتے ہیں۔ آنکھوں کے تقاضے اور کانوں کی فطری آرزو کے ساتھ ہم پونہ میں ملے تھے تاکہ ادب کا منظر نامہ پھول، رنگ اور بصارت بن سکے۔

نصرت ظہیر

طنز نگار اور صحافی ہیں۔ زندگی کی آنچ سے تلخ حقیقتوں کا شفاف نقاب اتار کر خوش کن کیفیت پیدا کرنے کا ہنر انہیں خوب آتا ہے۔ جسم وروح کے آئینے میں ذوق تبسم کا شیریں انداز انہیں ہمعصروں میں ممتاز بناتا ہے۔ طعن وتشنیع میں بھی معاندانہ جذبات کی تسکین وہ کراتے ہیں۔ ہم جب بھی دہلی میں ملے سنجیدگی کی ہنسی کے رنگ میں ملے۔

نظام صدیقی

تخلیقیت کے علمبردار ناقد ہیں۔ وہ اپنے بطون میں عظیم اسرار پوشیدہ رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عمیق اور رفیع قرأت کا عمل وسیع ترکینوس کا احاطہ کرتا ہے جس کی بنت میں معنویاتی، معلوماتی اور معنی خیز صداقت پوشیدہ ہوتی ہے۔ انہوں نے تخلیقیت شناس افسانے بھی لکھے ہیں۔ ان سے جب بھی دہلی میں ملاقات ہوئی ہے شعلہ آسا تجربہ کش انداز میں ہوئی ہے۔

نقش لائلپوری

ان کی شاعری تخلیقی بصیرت کی آئینہ دار ہے۔ ان کے اسلوب میں برجستگی اعتبار کا درجہ رکھتی ہے۔ ان سے ناگپور میں ملاقات ہوئی تھی۔

نگار عظیم

ان سے دہلی میں ان کے گھر پر ملاقات ہوئی تو وہ بالکل ویسی ہی نظر آئیں جیسی سیمینار میں ان کو دیکھا تھا۔ اس اصلیت میں ان کی کہانیوں کی طرح معصوم تجسس سے واقفیت ہوئی جس کی اشاریت اور رمزیت میں فنکارانہ سماجی ہنگامہ آرائیاں ہیں۔

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

نند کشور وکرم

افسانہ نگار اور صحافی ہیں۔ اپنے بسیط مطالعے، فکری عرق ریزی اور تجزیاتی طریقہ کار سے ہمہ جہت شخصیت میں شمار ہوتے ہیں، اردو میں ان کی ادبی حصہ داری گرانقدر ہے اور نقطۂ نظر واضح اور جامعیت سے بھرپور ہے۔ دہلی میں ملاقات کے دوران عزم کی انگڑائیاں نمایاں نظر آئیں۔

نیر جہاں

اشاریت اور کفایت لفظی کے ساتھ شاعری کرتی ہیں، نفسیاتی پس منظر کی آئینہ داری میں جیتی جاگتی وضاحت قطعیت کے ساتھ کرتی ہیں۔ کبھی امریکہ، کبھی انگلینڈ میں رہتی ہیں۔ دہلی میں فنکارانہ وقار کے ساتھ ملاقات ہوئی تھی۔

نینا جوگن

بنیادی طور پر نظم کی شاعرہ ہیں۔ ویسے انہوں نے غزل، آزاد غزل، گیت، ہائیکو اور ماہیے میں بھی تجربے کئے ہیں۔ افسانے بھی لکھتی رہی ہیں۔ بعض تنقیدی اور معلوماتی مضامین بھی ان کے شائع ہوئے ہیں۔ شاعری کا مجموعہ ''تمہارے نام'' اور طنزیہ کتاب ''ہندوستانی اردو ادیبوں کی کابینہ'' ان کی مشہور کتابیں ہیں۔ ملاقات میں لطافت، نزاکت، اشاریت اور ایمائیت سبھی کچھ میں نے پایا ہے۔

وہاب اشرفی

ناقد اور صحافی تھے۔ کثیر معنویات کو اہمیت دیتے تھے۔ عصری عالمی دانشوری سے واقف تھے اسی لئے پورے منظرنامے کو اردو میں منتقل کرنے کا جوکھم اٹھایا تھا۔ ان کی تحریریں قابل قدر اور قابل مطالعہ ہیں۔ ان گنت ملاقات میں کیفیت اندوزی کی مثال سامنے آتی رہی ہے۔

ہرچرن چاولہ

انہوں نے باہر کی بستیوں کے مسائل کو نئے رنگ و آہنگ سے افسانے کا روپ دیا ہے۔ ویسے ہندوستانی عصری فضیلت بھی ملتی ہے۔ دہلی میں ہم نئے تناظر کے اصول وقت اور درخشاں باب امکان کے ساتھ ملے تھے۔

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

ہیرا نند سوز

اپنی نثری اور شعری تخلیقات میں ٹوٹتی بکھرتی تہذیبی روایت کے تناظر میں ناشناسی کے کربناک احساس کو پیش کرتے رہے۔ ان سے بستی پور میں ملاقات ہوئی تو صنعتی شہر کے مسائل کی آنچ ان کی گفتگو میں شامل تھی!

ان سبھی زمانہ ساز ادبی شخصیتوں سے میں نے آٹوگراف لئے ہیں تاکہ مدو جزر کے زندہ وجود سے آشنائی ہو سکے اور نئی تخلیقی، معنوی اور ابلاغی سمت کا اندازہ لگایا جا سکے۔

اس کتاب کی دوسری جلد بھی جلد ہی شائع کروں گا اس لئے کہ بہت سے دستخط یعنی آٹوگراف ابھی محفوظ ہیں!

پروفیسر مناظر عاشق ہرگانوی
Kohsaar, Bhikanpur-3
Bhagalpur-812001 (Bihar)
09430966156

☆☆

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

آزاد گلاٹی

[illegible] سمت [illegible] کے [illegible]

[illegible]

آزاد گلاٹی

21/11/99

ابراہیم اشک

غبارِ راہ سہی ہم مگر یہ کیا کم ہے

اٹھے تو اپنا سفر سوئے آسماں ٹھہرا

— ابراہیم اشک

۱۲/۱۰/۰۶

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

ابوالکلام قاسمی

مناظر عاشق ہرگانوی ایک ایسے دانشور ہیں
جن کے لیے ادب خود مقصد ہے
ابوالکلام قاسمی

احسان سہگل

زمیں ریت کی طرح ہاتھ سے نکل رہی ہے تو
دوسروں کو روشنی دے کے خود جلے
احسان سہگل
28.6.2004

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

احمد سجاد

باسمہٖ تعالیٰ

امریکنزم، کنفیوشزم (ماؤزم) اور جدید عالمگیریت کے نتیجے میں ادب و تہذیب پر جو بُرا وقت آیا ہے نیز بعض نئے امکانات بھی جس طرح روشن ہوئے ہیں کیا اردو کے ادیب و شاعر ان نئے چیلنج کو تخلیقی سطح پر قبول کرنے کی ہمت رکھتے ہیں؟

احمد سجاد
یکم فروری ۲۰۰۹ء

احمد فراز

شکوۂ ظلمتِ شب سے تو کہیں بہتر ہے
اپنے حصے کی کوئی شمع جلاتے جاتے

احمد فراز

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

احمد کمال پروازی

میں نے اِس سال تو دنگے سے بچا کر جھوٹی
مادرِ ہند کی عظمت کے لیے رکھ لی ہے

احمد کمال پروازی

احمد یوسف

ایک ماڈرن کا وقفہ ہے یہ.....
(ادھوری)

احمد یوسف
۲۴ دسمبر ۹۸ء

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

زبان و ادب کے ہرگام پر کے ماسی یا رہ نورد
محترم مدیر منیر مناظر عاشق ہرگانوی کے حکم کی تعمیل میں

اختر
انور

نئی دہلی: ۱۶/ نومبر ۲۰۱۲ء

اخترالواسع

اسحاق ملک

ہم چند ہے
ہم فکر بلیغ کو
اردو میں بخشا عمر کو
فروغ دیا عمر کو
اسحاق ملک

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

اشفاق احمد

اشفاق احمد
۲۸ اکتوبر ۹۹

نہ گھبرا کثرتِ غم سے حصولِ کامیابی میں
کہ پھول آنے سے پہلے شاخ میں
خار آتے ہیں

اصغر علی انجینئر

مناظر عاشق صاحب
آپ سے علمی دوستی بھی ہے اور
دلی بھی۔ دل کا رشتہ بھی
ہے۔

اصغر علی انجینئر
13/12/93

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

ورق کتاب کا میرا ہی نام بولے گا
میں چپ رہوں بھی تو میرا کلام بولے گا

مخلص

اصغر ویلوری

اصغر ویلوری

اظہار اثر

میں تو افلاک سے آگے کا پرندہ ہوں اثر
بال جبریل بھی شامل ہے مرے پیکر میں

اظہار اثر
21.11.99

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693
Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

اتنا ہی جو ہیں ان کو بھی کمتر نہیں دیکھا
خود دار کا خم ہوتے ہوئے سر نہیں دیکھا

اظہر نیّر
دربھنگہ
۲۹/۱۲/ مارچ ۲۰۰۶ء

اظہر نیّر

اک سلسلہ در سلسلہ ہیں جس میں تشنہ لبی کا صلہ
یاد کی تو دی جگہ ہے راستہ اپنی جگہ

افتخار

افتخار امام صدیقی

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

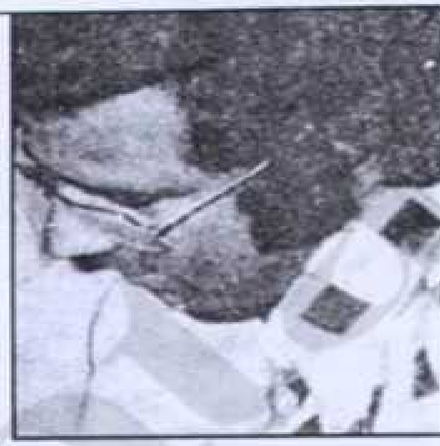

اقبال مسعود

آج کا دن مسرت اور خوشی
ہے کہ ایک اور اردو دوست
اور اردو کے بڑے شاعر و نقاد
سے ملاقات ہوئی

اقبال
24x99

امام اعظم

اسے جنون ہے لفظوں میں کھیلنے کا بہت
ہماری سادہ سی لیکن زبان نہ سمجھے گا

امام اعظم
ڈاکٹر امام اعظم

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

امجد اسلام امجد

محبت ایسا دریا ہے
کہ بارش رُوٹھ بھی جائے
تو پانی کم نہیں ہوتا۔

امجد
١٤ / ٣ / ٢٠٠٥

ہندوستان میں رہتے ہیں ہندوستان کے دور

انتظار حسین
١٧ نومبر ٢٠١٢ء

انتظار حسین

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

انجم رومانی

زخم سینے کا تڑپنے کا قرینہ آیا

قتل سو بار ہوئے تب ہمیں جینا آیا

25.10.99

مناظر صاحب آپ کا انگلستان آنا میرے

لئے عید سے کم نہیں

انور شیخ

26/8/2000

انور شیخ

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

اپنے ایمان کی حفاظت کر
اب تو ہر در کی خدائی ہے

انیس دہلوی
20/2/96

انیس دہلوی

جگنوؤں کے چراغ جلے تو گھپ اندھیرا چھٹے
ایک نئی صبح کے انتظار میں...

دہلی
۲۳ اکتوبر ۲۰۱۳ء
ایم۔ زیڈ۔ خان

ایم زیڈ خان

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

بشیر بدر

مولانا محمد حسین آزاد اور ابوالکلام آزاد
کی تحریروں میں آزاد غزل کا امکان ہے۔ آزاد
غزل کا انداز قدرے محترم جگن ناتھ آزاد کی غزل کا ہے

بشیر بدر

بیگ احساس

اکیسویں صدی کے سب سے بڑے مرکز انجمات، مرکز العقائد
فن ادب کے لیے نیک تمنائیں

بیگ احساس

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

میں اس کو چھوڑ کر شاید چلا جاتا بہت پہلے
ابھی اس شہر میں کتنے مرے کچھ کام باقی ہیں

بلراج کومل

۲۰ نومبر
سنہ ۱۹۹۹

بلراج کومل

دل کے جذبات بہ رنگِ سخن رقم
رکتے لکھتے تو میں ٹھٹکا نہ قلم

بی ایس جین جوہر

بی ایس جین جوہر

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

پرویز شہریار

انتہائی ہر دل عزیز شخصیت اور ایک
بہت ہی اچھے انسان، جو میں نے اپنی
اب تک کی زندگی میں دیکھے اُن کے
لیے۔

پرواز کرو ہر پر پرواز سے آگے
رکھنا ہے قدم وقت کی آواز سے آگے

پیغام آفاقی

پیغام آفاقی

rekhta

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

ترغیب بلند

ترغیب بلند

28/8/2002

ترنم ریاض

ترنم ریاض

21-11-99

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

وہ عجیب شعرِ فراق تھا کہ رُتے آج بھی دھڑیں
"وہ نشہ وہ ناز زباں زباں وہ سکوتِ ناز سخن سخن"

جگن ناتھ آزاد

جگن ناتھ آزاد

جمال اُویسی

تمہارے ساتھ بہت دور تک چلا ہوں میں
یہ راستہ ہے طویل اور تھک گیا ہوں میں

جمال اویسی

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

جمیل منظر

مناظر عاشق صاحب
بصد خلوص و احترام کے ساتھ

جمیل منظر
13/12/98.

جوگندر پال

[illegible]
۲۷ اگست ۹۴ء

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

لفظ جو اُس پار نکلا تھا
ہم نے مصرعے میں وہ پرویا تھا

۲۰ نومبر ۹۹ء

جینت پرمار

وقت اور حالات پر کیا تبصرہ کیجے جب
ایک انجمن دوسری انجمن کو ٹھکانے لگے -

محبتوں اور عقیدتوں کے ساتھ
برادرِ محترم مناظر عاشق ہرگانوی کے لیے

نیاز مند
چندر بھان خیال
17-11-2012

چندر بھان خیال

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

ترے حصے میں گل بھی ہیں، ثمر بھی
مری قسمت دریدہ دامنی ہے

حامدی کاشمیری

حامدی کاشمیری

غزل کیسے بنا ناز و ناز والی
حدیثِ دل ہو سوز و ساز والی

حسن رضا
۱۱ مئی ۲۰۱۲ء

حسن رضا

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

غیر ممکن ہے کہ اک مردِ حق آگاہ و حق اندیش
خاک کے تودے کو کہے کوہِ دماوند

حسین الحق

حسین الحق

یہ چھت پر کھڑے مکان کے کہتا تھا اک بشر
اے آسمان دیکھ میں کتنا بلند ہوں

حفیظ انجم
16/07/2012

حفیظ انجم کریم نگری

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

حقانی القاسمی

ادب ایک بحرِ بیکراں ہے

حنیف ترین

بسم اللہ

تہذیب و نظریے زباں چھیننے کے بعد
دربدر کئے ہوئے اب اس کے شکار ہیں
ہر دور کی رویہ کے تہذیب چھینی ہر
کرلو قبول خوش ہو ہوا اختیار ہیں

حنیف ترین
دہلی - ۲۰ مارچ ۲۰۱۶ء

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

خطر کسی کو ہو تو ہو خود خطر رسیدہ ہوں
میں آج کل دوراہے پہ نہیں ہوں دائرہ رسیدہ ہوں

حنیف کیفی

۱۲ نومبر ۱۹۹۹ء

حنیف کیفی

حیدر قریشی

آج تو کھل کے ہنس دیجئے
دل کے زخموں کے جشن کا حیدر
نئے رُت

حیدر قریشی

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

خالد حسین خاں

"مجھے بکنے کے سوا کوئی کام نہیں آتا۔ قلم میرا اظہار بھی ہے اور ہتھیار بھی! میں اس سے اپنا دماغ بھی ہلکا کرتا ہوں اور کبھی کبھی خود کو مصیبت میں بھی مبتلا کر دیتا ہوں"!

خالد حسین خاں

یاد رکھو تو دل کے پاس ہیں ہم * بھول جاؤ تو فاصلہ ہے بہت

خالد محمود

ہر اک خیمہ و اطناب سے بچ کر نکلا
مجھے آنکھ دیکھو نہ تم کو منظر کیا

خلوص و محبت کے ساتھ

خالد محمود

۲۰/۴/۱۹۹۹

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

کبھی میں ڈوب جاتا ہوں بہت چھوٹے سے قطرے میں
کبھی مجھ میں بڑا سا اک سمندر ڈوب جاتا ہے

خاور نقیب

خاور نقیب

تجھ کو میری سی زندگی نہ ملے
میں نہ جو ہو سکا وہ تو ہو جائے

خلیل الرحمن اعظمی

خلیل الرحمٰن اعظمی

rekhta

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

اردو کی ترقی ہندوستانی تہذیب و ثقافت کی ترقی ہے

خواجہ اکرام
۱۵/۱/۲۰۰۳
ڈائرکٹر قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نئی دہلی

خواجہ محمد اکرام الدین

راج بہادر گوڑ

حیات لے کے چلو، کائنات لے کے چلو
چلو تو سارے زمانے کو ساتھ لے کے چلو
مخدوم

راج بہادر گوڑ
حیدرآباد، ۲۳ نومبر ۹۸ء

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

شعر و ادب کے سچے عاشق مناظر عاشق
کی خدمت میں

راشد انور راشد

۱۶ نومبر ۲۰۱۲

راشد انور راشد

جانوروں اور پرندوں سے بڑھتے ہوئے انسان کی
حقیقی منزلت تک پہنچنا ایک اعلیٰ درجہ کا تخلیقی کمال ہے۔

رام لعل

رام لعل

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

رضوان احمد

آپ کے اندر اب بھی [illegible]

[illegible]

۲۳ نومبر ۹۶ء

رفعت سروش

بحیثیت انسان آپ [illegible]

[illegible]

[illegible]

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

رونق نعیم

سر تپتے کی دھوپ لگی پگڑی سے

اے غزل پائی پیلا پائی پیلا

رونق نعیم

۲۱ / فروری ۱۹۹۹

۱۰ بجے صبح

میری مٹی تو کسی کام میں آئی ہوئی

وقت سے بھول گیا چاک پہ رکھ کر مجھ کو

ریحانہ محمد علی

ریحانہ محمد علی

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

زیب غوری

پیارے مناظر عاشق کے لیے

زیب غوری

9/11/84

ساجدہ زیدی

کہاں نقشِ قدم چھوڑے
مری صحرا نوردی میں !
مرے سجدوں نے کن راہوں پہ یارب
چراغ تو جلائے ہیں بصیرت کے

ساجدہ زیدی

2.11.99

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

ساحر شیوی

ہوش جو خرد میں آئے تو کچھ اور وقت دو
جو تشنگی ہو میرے سینے میں پیاسے سیری کا درد
بزمِ سخن میں سنتا ہوں بے وزن شعر جب
روتا رہا ہوں دل میں شاعری کا درد

ساحر شیوی 28.8.2000

ستیہ پال آنند

یہ عرضِ جرم میری اور دستخط میرے
انہیں سنبھال کر رکھیئے گا حشر تک کہ مجھے
ہزار جنموں کا اپنا حساب دینا ہے:

ستیہ پال آنند

۱۵ ر نومبر ۲۰۱۲ء
دہلی۔

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

آتے جاتے موسموں کا سلسلہ باقی رہے
روز ہم ملتے رہیں اور فاصلہ باقی رہے

سرور عثمانی

سرور عثمانی

سردار جعفری

[illegible]

سردار جعفری

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

سلام بن رزاق

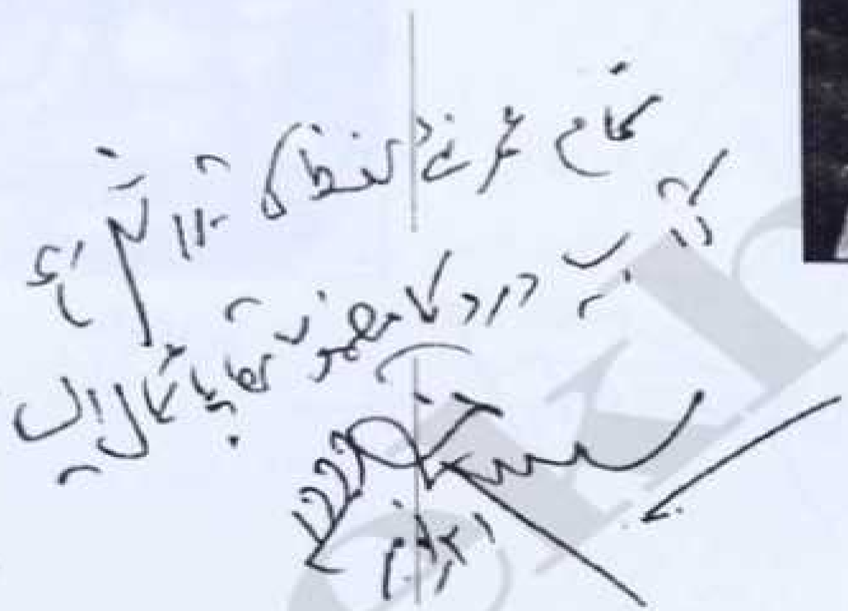

سلام سندیلوی

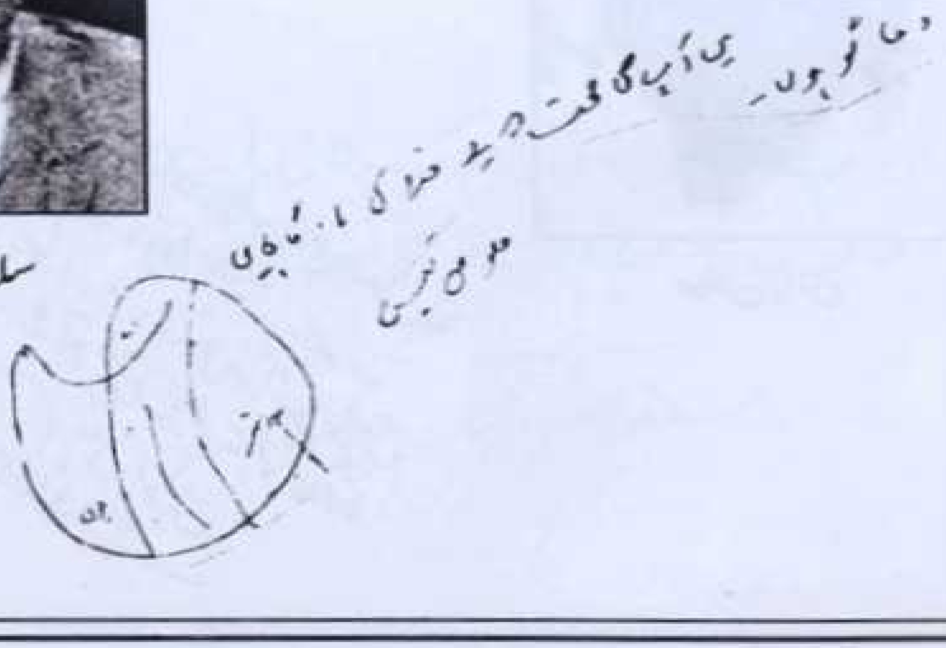

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

سلیم شہزاد

سوہن راہی

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

سید احمد قادری

ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی!
آپکی علمی اور ادبی شخصیت
کا میں مداح ہوں۔
سید احمد قادری
۲۰ر جنوری ۹۹ء

سیفی سرونجی

میں اپنے ہونے کا احساس کیا دلاؤں کہ میں
مکمل کتاب ہوں ہر صفحہ کا سلسلہ رکھتا
سیفی سرونجی

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

ریت پر ناخن سے میں یوں ہی بناتا تھا حروف
نام تیرا جان کر میں نے کبھی لکھا نہ تھا

شارب ردولوی
دہلی ۲۱ر نومبر ۱۹۹۹ء

شارب ردولوی

شارق جمال

26-10-99

مکرمی مناظر عاشق صاحب
میری دعا ہے کہ جناب ڈاکٹر
جب مشغول ہو جائے ہر میدان میں
دینی خدمت کے ساتھ ساتھ ہی دعائیں رکھے
اور فن عروض کی باریکیوں پر نظر رکھ کر
عروض کے علم کو بھی آگے بڑھانے میں
معاونت فرمائیں

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

مرے مذاقِ سفر کی ہے شان ہی کچھ اور
جو مجھ سے تیز چلے گا مری دعا لے گا

شان بھارتی

شان بھارتی

لرز رہے ہیں ہر اک سمت وہم کے سائے
کہیں پہ روشنی کا سراغ رہے تو چاہیے

شاہد ماہلی
۲۰۔۱۔۹۹

شاہد ماہلی

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

"تو کہاں رکتا ہے عرش و فرش کی آواز سے
تجھ کو جانا ہے بہت اونچا جسے پرواز سے"

شائستہ انجم نوری
10/11/12

شائستہ انجم نوری

نواگراں نخوردہ گزند را چہ خبر
سینہ بیر شاخ گل افتد گزیدہ بلبل را

شفق
[illegible].99

شفق

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

شفیقہ فرحت

کم عمری میں قلم میں اتنی
پختگی، روانی اور شگفتگی
کم لوگوں کو نصیب ہوتی ہے
غالباً یہ ان کے تخلص
کے جذبۂ صادق کا نتیجہ ہے

شفیقہ فرحت
۲۷ اکتوبر ۹۹ء
(گلبرگہ)

شکیب ایاز

بہت مشکل نہیں ہے یہ فیصلے کی گھڑی بھی
کہ پاؤں سوچ سمجھ کر رکاب میں رکھنا

شکیب
۲۲ ستمبر ۹۹ء پٹنہ

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

مناظر عاشق کے لیے

شمس الرحمٰن فاروقی

شمس الرحمٰن فاروقی

مناظر عاشق ہرگانوی
کے خلوص کی نذر
شمیم طارق
۲۰۔۱۲ نومبر ۹۶ء

شمیم طارق

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

میرے اندر ٹراموں کے ہمہموں کا شور رہتا ہے
کبھی یہ دل دھڑکتا تھا کسی کے آنے جانے سے

شمیم قاسمی
۵ جولائی ۲۰۰۹ء

شمیم قاسمی

شہپر رسول

اس سیمینار کی ایک یہ خصوصیت بھی ہے
کہ میری یہاں بطور خاص دیگر شناساؤں کے ساتھ ساتھ
مناظر عاشق ہرگانوی سے بھی ملاقات ہوئی۔

شہپر رسول
2010/1/29

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

کچھ بھی نہیں ہے آپ کا اپنا
پیکر کا سب انداز بیاں ہے

شہود عالم آفاقی
19/2/98

شہود عالم آفاقی

شین کاف نظام

ایک کونپل میں سمٹنے کے لیے
پیڑ کا پیڑ بکھرتا جائے

شین کاف نظام
دلّی
۲۰/۱۱/۹۹

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

خوشی اس بات کی آپ سے ملاقات
ہوئی ۔ بڑھ کر بہت تھا

[illegible]

صابر ارشاد عثمانی

گھر سے جدا جدا سہی آنگن تو ایک ہے
اک دن ذرا ہٹا کے یہ دیوار دیکھنا
صابر گوالیاری

صابر گوالیاری

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

اُٹھو بڑھ کے اِک چھلانگ لگا آسماں میں
اپنے حجروں میں بیٹھے نہ بن کر اپاہنگ تو

[illegible]

صادق

صفیہ صدیقی

میرا پیغام محبت ہے
جہاں تک پہنچے

صفیہ صدیقی
لندن ۲۷ اگست 2000

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

صلاح الدین پرویز

صلاح الدین نیر

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

"اردو زبان کسی مخصوص مذہب کی زبان نہیں، بلکہ یہ ہندوستان کی گنگا جمنی مشترکہ تہذیب کی علامت اور میراث ہے۔"

— ضیاء الرحمٰن غوثی
۱۵ر اکتوبر ۲۰۱۳ء

ضیاء الرحمٰن غوثی

عبدالاحد ساز

ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی صاحب کی نذر
یہ شعر

اک عمر گزاریں گے سرِ کوچۂ قلم ساز
آ کر شہرِ سخن کے دل میں جیسے پا بنا کے آئے دن

عبدالاحد ساز

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

سب سے ضیا صاحب تو کئی سال سے اٹھ گئے
زندگی لیوں دیتے تجھے سے اُٹھ گئے

عبدالقوی ضیا
۲۷ / اپریل ۲۰۰۰ء
لیونٹن ۔ الحلیہ

عبدالقوی ضیاء

عاشق صاحب
پیمانِ شوق
ہم تیرے لبہ پیمان ہیں
جو تیرے ہی خدا رکھتے ہیں
دہان حشاں بنا و کفتے ہیں
پیار سے ساتھ
عبدالغفار عزم

عبدالغفار عزم

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

عبدالواسع

خلوص و محبت

عبدالواسع

24/11/98

میں ایک شب میں کتنی راتیں جاگا، وہ ماہ جبینے کہ مہ سال گزرے

پہاڑ سا وقت کاٹتا ہوں، شمار کرتا ہوں ساعتوں میں

عتیق اللہ

19/11/99

عتیق اللہ

rekhta

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

عثمان انجم

یہ عزت، شان اور یہ مرتبہ ہرگانوی کا ہے
مبارک مرحبا صد مرحبا ہرگانوی کا ہے

عثمان انجم
21/11/12

عذرا پروین

میں بدگمانی و تواضع خلق زدہ ہوں
کہ جہاں میں شک آگہی کی ابجد ہے

عذرا پروین
21-11-99

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

ساحل نے ناخداؤں نے سمندر نے موج نے
جس کا بھی بس چلا ہے سفینے ڈبو دئے

عزیز

عزیز اندوری

عزیز پربہار

ایک شعر بطور عطیہ؟ مناظر عاشق ہرگانوی صاحب کے لیے

میں ڈھونڈتا ہوں جسے موسموں کی سرگم میں
بدن پہ اپنے وہی رنگ کے لباس رکھتا ہے

تمنّاؤں کے ساتھ —
عزیز پربہار

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

زندگی دینے لگی موت کی دھمکی مجھ کو
وہ مرے ظرف بغاوت کو نہیں جانتی ہے

عطا عابدی
۲۶ر۷ر۲۰۰۲ء

عطا عابدی

علقمہ شبلی

زندگی اک کتاب خستہ ہے
اس کو شبلی سنبھال کر پڑھیے

علقمہ شبلی
۱۹ر فروری ۹۹ء

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

چاروں سمت پر نظر رکھنے والے
خواص و عوام کے ادیب و شاعر
ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی کو

16-11-12

علی احمد فاطمی

علیم اللہ حالی

جستجو کیا تھی کہ میری آنکھوں کا محور کون تھا
کون تھا اپنا کہ سنگِ آستاں سے باہر کون تھا

(علیم اللہ حالی)
۲۶/11/۹۸

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

رسول کے قدموں سے ستارے جو لپٹنا چاہیں
اور وہ شخص کہ بیریوں کو ہٹا لیتا ہے

عنبر بہرائچی

عنبر بہرائچی

عین رشید

تمکنت سے نا آشنا اور خلوص سے
بھرپور مناظر عاشق ہرگانوی کے
لئے پیار کے ساتھ

عین رشید
۱۳ نومبر، ۱۹۳۱

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

غضنفر

غضنفر
ڈائرکٹر
اکادمی آف پروفیشنل ڈیولپمنٹ
آف اردو اساتذہ
جامعہ ملیہ اسلامیہ
09990237388

فاروق سید

آپ کی محبت کا اعتراف کرتے ہوئے
فاروق سید
۳۰-اکتوبر ۲۰۱۶

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

افسانے میں لفظ کچھ ایسے بھی آ جائیں
آنے والے دور کا دیباچہ کہلائیں

فراز حامدی

فراز حامدی

عمر بھر بیساکھیوں سے دور رہ کر بھی فراغ
سوچتا ہوں شہرِ فن میں قد مرا کیسے بڑھا

فراغ روہوی
5.7.1999

فراغ روہوی

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

فرحت احساس

دو الگ لفظ ہیں ہجر و وصال
ایک میں ایک کی گویائی ہے

فرحت احساس

ف س اعجاز

میں اپنے جسم کے اندر جلا وطن جیسا
کوئی بدن نہیں پایا ترے بدن جیسا

ف س اعجاز
21/8/2019

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

جسم کا پاپ کوئی گناہ نہیں ہوتا، اگر یہ گناہ ہے
تو انتخاب کا قدم کسی بے بس لمحہ کا تقاضہ ہوگا

فیاض احمد وجیہہ

فیاض احمد وجیہہ

قاضی عبدالودود

میں اب تک علیل ہوں

قاضی عبدالودود

rekhta

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

قاضی مشتاق احمد

ادب زندگی ہے

اردو زبان کے ایک نامور قلمکار
مناظر عاشق صاحب کو ساہتیہ اکادمی
ایوارڈ کی مبارکباد دینے کے ساتھ
نیک خواہشات

قاضی مشتاق احمد
۲۱ نومبر ۲۰۱۲ء

قتیل شفائی

[illegible]
[illegible]

قتیل شفائی
18-11-99

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

ادب کی محفلوں میں گزرے ہوئے ان ہمسفروں کے نام
محبت و سلام جن سے ایک بار مل کر زندگی بھر کے رشتے قائم ہو جاتے ہیں۔

قمر جمالی
۱۱/نومبر ۲۰۰۱ء

قمر جمالی

قیصر شمیم

جانے کس کا ساتھ رہے گا جاتے جاتے منزل تک
کتنے ساتھی چھوٹ گئے ہیں ادھی بیچ راہوں میں

قیصر شمیم
۱۹/۳/۹۹ء

rekhta

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

جنابِ مناظر عاشق ہرگانوی سے ملاقات بہت بہتر اور قابلِ تعریف ہیں ۔
بہر حال یہ بہت ہی دلچسپ اور شیدا سا اردو پایا۔ زبان کا یہ خوب صورت
اور خوش منظر زبان اردو ہمیشہ قائم رہے یہی میری خواہش ہے

کالی داس گپتا رضا
28/8/2000

کالی داس گپتا رضا

کرشن کمار طور

یہی ثبوت ہے کافی ہمارے ہونے کا
کہ ہم چراغ ہیں اور پانیوں پہ رکھے ہیں

کرشن کمار طور

rekhta

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

بہت خلوص کے ساتھ۔

کشور ناہید

کشور ناہید

پتھر تمام جسم میں ہو جو دہیں مرے
یا رب مرے وجود کو شیشے میں ڈھال دے

کلیم ضیاء
۲۲ اکتوبر ۱۹۹۹ سنہ ۲۰

کلیم ضیاء

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

اے مری دیرینہ محبوبہ، مری دلدار — ناچ
وحشیوں کے ہاتھ کی تلوار — ناچ
اِس زمیں کی سرحدوں کے پار — ناچ

کمار پاشی

کمار پاشی

کیول دھیر

مناظر عاشق ہرگانوی
زندہ باد!

دہلی 20/3/05

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

خوشبو کو ذرا رکھو جیسے اُس نے زباں سے
جو اُس کے ہونٹوں سے نکلی تو پھول بکھرا گئے
وہ زباں ہماری ہے

گلزار جاوید
20/3/2005

گلزار جاوید

گلشن کھنہ

محبت خلوص اور
پیار عقیدت کے ساتھ
جناب ڈاکٹر
مناظر عاشق ہرگانوی
کے لیے

گلشن کھنہ
Gulshan Khanna
28-08-2002

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

گوپی چند نارنگ

ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی
اردو کے ممتاز و زندہ ادیب
اور صاحبِ علم ہیں
گوپی چند
21/11/96

لطیف احمد سبحانی

شرما گیا ہے تم تو چہرہ بھی حور کا
پوچھو نہ حال مجھ سے نشے کے سرور کا
تم ایسی لگ رہی ہو میری جانِ آرزو
جیسے کہ سنترہ ہو کوئی ناگپور کا

بیسویں صدی کے شعر و ادب کی تاریخ میں
ایک اہم نام ہے ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی کا جس کے
تذکرے جن کے بغیر ادبی تاریخ ادھوری رہے گی۔

لطیف احمد سبحانی
24-10-1999
(پروفیسر لطیف احمد سبحانی ناگپور)

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

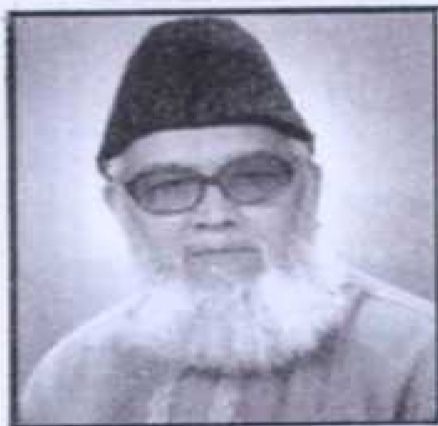

محمد مجتبیٰ خان

میرے محترم مناظر،
خوش و سلامت رہو۔
آپ کے تحریر کردہ کو پڑھ کر
مسرت اندوز ہوتا ہوں اور
سوچتا ہوں کہ آپ اردو کی خدمت
انتہائی حسن سے کر رہے ہیں۔ لگتا ہے کہ
آپ نے اوڑھنا بچھونا اردو کو بنا لیا ہے
انشاءاللہ آپکے قلم سے مزید زور پیدا ہوگا۔

ایم۔ ایم۔ خان

اردو ادب کے سچے عاشق جناب مناظر عاشق صاحب
ہرگانوی
کی نذر،
آپ
خدمت ایسے ہی
اردو ادب کی
کرتے رہیں، اللہ آپ
کو سلامت رکھے
دعا
محمد سبحان

محمد سبحان

rekhta

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

شوکتِ انسانیت ہیں، مقابلِ تقلید ہیں
دشمنِ جور و ضلالت عدل کی تمہید ہیں

مجید بیدار
شعبۂ اردو۔ جامعہ عثمانیہ
حیدر آباد

مجید بیدار

جوانی میں بھوک بھی زیادہ لگتی ہے اور۔۔۔۔

مجید احمد آزاد
۹م/۱۳/۲۰۰۷ء

مجید احمد آزاد

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

مجتبیٰ حسین

"سنتا ہوں بڑے غور سے افسانۂ ہستی
کچھ خواب ہے کچھ اصل ہے کچھ طرزِ ادا ہے۔"
اصغر

مجتبیٰ حسین
۱۸ نومبر 1999
نئی دہلی

سر کو اٹھائے راہ میں جلتا تھا ایک دیا
بجھ نہ سکا تو اس کو دعا دے گئی ہوا

مجتبیٰ فہیم
۱۱ نومبر ۲۰۰۱ء

مجتبیٰ فہیم

rekhta

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

نکلیں تو مجھے لکھ دیا احباب نے راہی
رشتوں کے احساس گزیدہ نہیں نکلا

محبوب راہی
۱۸ اکتوبر

محبوب راہی

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

محفوظ الحسن
۳۰ جنوری ۱۹۹۹

محفوظ الحسن

rekhta

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

محمد اسداللہ

محمد اسد اللہ

۱۳/اکتوبر سنہ ۹۹ء

کسی کو گھر سے نکلتے ہی مل گئی منزل
کوئی ہماری طرح عمر بھر سفر میں رہا۔

محمد امین الدین

ستم رسیدۂ الفت کوئی حمید بھی ہے
زمانہ دے ہمیں فرصت تو یاد کر لینا

محمد امین الدین

۲۴/اکتوبر سنہ ۹۹ء

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

خدا ہوں میں تری چاہت کے آگے
ہوا ہوں جب خود اپنے سے شناسا

سالم

محمد سالم

مخمور سعیدی

مناظر عاشق ہرگانوی ایک ایسے شاعر
اور ادیب ہیں جو شعر و ادب کی نئی نئی جہتوں
کی تلاش میں ہمہ وقت سرگرداں رہتے ہیں
اور تخلیق سے آشنا ہیں ۔

مخمور سعیدی

دہلی ۲۱ر نومبر ۱۹۹۶

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

صاحبِ مناظر جی کے لئے ایک شعر

آنے والی نسلیں تم پر فخر کریں گی ہم عصرو
ان کو جب معلوم ہوگا تم نے فراق کو دیکھا ہے

آپ واقعی اپنے عہد کے عظیم فنکار ہیں

مشتاق احمد
7.5.10

[illegible]
7.5.10

مشتاق احمد نوری

مشرف عالم ذوقی

[illegible] ایسے ہی رہیں ہم
[illegible] لوگوں کی [illegible]
[illegible]

(مشرف عالم ذوقی)

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

مناظر عاشق ہرگانوی زندہ باد۔
آپ اپنا قلم اسی طرح رواں دواں رکھیے

مصطفیٰ کمال پاشا

مظفر حنفی

آٹوگراف اور تصویر؟
خدا کرے آپ بعافیت ہوں

مظفر حنفی
۱۳ مارچ 1991ء

rekhta

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

مظہر امام

رنگ در رنگ دھنک تھی کہ چمک اٹھی تھی
یاد کا شہر کہ آئینہ در آئینہ تھا

مظہر امام

۱۰ فروری ۲۰۰۰

معین احسن جذبی

اس کا خیال آئے ہیں ہم، دل پہ ہزار ہا ستم
جذبی نہ جانے کس طرح عمر یونہی گزر گئی

جذبی

بسم اللہ

ممتاز احمد خاں

ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی کی ہر تحریر، ان کی ہر کتاب، ان کا ہر مضمون، ان کا ہر خط باد نسیم کی طرح معطر آتا ہے۔

ممتاز احمد

۲ اکتوبر

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

مستحق میں کا تھا اس سے بڑھ کے چاہا بھی نہیں
یہ بھی سچ ہے اس سے زیادہ میں نے پایا بھی نہیں

ڈاکٹر منصور خوشتر

منصور خوشتر

منور پیر بھائی

بخدمت جناب مناظر عاشق ہرگانوی
نیک خواہشات کے ساتھ
منور پیر بھائی
21/11/12

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

منیر سیفی

بسم اللہ

کتابوں کے سوا دنیا میں سیفی
مرا کوئی ملاقاتی نہیں ہے

منیر سیفی

منیر سیفی
7.8.2012

نارنگ ساقی

لارڈ برناڈ شا نے کہا کہ تصنیف میں میرا ایک ایک لفظ
ایک پاؤنڈ قیمت رکھتا ہے۔ ایک صاحب نے انہیں ایک
پاؤنڈ بھیج دیا اور گزارش کی کہ ایک لفظ سنا
دیجئے۔ برناڈ شا نے جواب میں ایسے جواب میں جو
لفظ لکھا وہ تھا "شکریہ"

نارنگ ساقی
۱۷ نومبر ۱۹۹۹
نئی دہلی

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

معاصر اردو ادب کا منصب سے منفرد و مستقل لکھنے
ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی کا نام ہے !

ناصر
۱۶ نومبر ۲۰۱۲ء

ناصر عباس نیر

نامی انصاری

اردو شاعری کی تمام اصنافِ سخن میں
غزل ہی ایسی صنف سخن ہے جو جس
پر زوال آنا قطعی غیر ممکن
معلوم ہوتا ہے۔
نامی انصاری
۲۰ نومبر

rekhta

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

نجیب رامش

سال کا تحفہ ملا اس کے لب جو دم بچے کی ہنسی
اب بھی مجھ پہ جزیں میں چمکا دا انگو ہے الم ہے

نجیب رامش
۲۲ اکتوبر ۹۶ء

شہر بو بہ حسن آپ کی آمد پر
آپ کا پُر تپاک خیر مقدم کرتے ہیں

نذیر فتحپوری
۲۱/۱۱/۲۰۱۳

نذیر فتحپوری

rekhta

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

نصرت ظہیر

معاف کریں
مجھے آٹوگراف دینا بالکل نہیں آتا۔
دستخط کر سکتا ہوں۔ سو کر رہا ہوں
شاید آپ کے کام آجائیں۔
نصرت ظہیر ۲۷ جون ۲۰۱۳

"تخلیقیت ایک خود زائیدہ اور خود پروردہ نامیاتی قوت ہے۔"
"تخلیقیت حقیقی تخلیق کا حقیقی ادراک و عرفان ہے۔"
نظام صدیقی

نظام صدیقی

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

حق حقیقت رہے میں ترا جستجو میں لوگ
مجھ میں ترا وجود ہے تیرا پتہ ہوں میں

نقش لائلپوری
۲۵.۱۰.۹۹

نقش لائلپوری

نگار عظیم

ہر رنگ ناز مرے روبرو ہے
جو ہر کسی کی حسن نظر کا کمال ہے
نگار دہلی
۲۰/۳/۰۵

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

نند کشور وکرم

مناظر عاشق ہرگانوی

مل کے پہلی

ملاقات ہوئی

بہت اچھا لگا

نند کشور وکرم

نیر جہاں

قدم قدم پہ اٹھائیں ہزار دیواریں

خیال دیر سے آیا کہ گھر میں رہنا تھا

(اعظمی سحر)

نیر آپا

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

میرے خیال میں شاعری باریک بینائی کی ایک تلخ اور شیریں حقیقت ہے:

نہیں معلوم جن کو قدر اپنی
انہی کی گفتگو ہے ناقدرانہ

نینا جوگن

نینا جوگن

وہاب اشرفی

وہاب اشرفی
۲۷ / ۱۱ / ۹۰

وہ آدمی ہے مگر دیکھنے کی تاب نہیں

rekhta

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

ہرچرن چاولہ

آپ کا مقالہ سن کر اردو کی کچھ نئی
اصناف کے بارے میں مزید جانکاری ملی
اور بڑی خوشی ہوئی کہ میں نے یہ سیمینار
Attend کر کے بہت کچھ حاصل کیا

ہرچرن چاولہ
اوسلو (ناروے)

11/99

حال
نئی دہلی

ہے علم و فن میں خلاؤں لیے ہوئے وسعت
مرا شعور فقط روشنی کی ایک لکیر

ہیرانند سوز

ہیرانند سوز

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

ابھی بھی دیکھو خدا سا بنا ہے اپنے مجھے
جو میری عقل سے میری ذات سے باہر ہے

اوم کرشن راحت

اوم کرشن راحت

دو گھڑی پیار کی کر لیں باتیں
دل جلانے کو عمر ساری ہے

حسن رضوی
2[illegible] 8.2000

حسن رضوی

rekhta

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

منزلوں کے نشان دھندلا کر
پھر نہ پوچھو کدھر گیا ہے وہ

رفیق جعفر
7/8

رفیق جعفر

rekhta

دنیا اسیرِ حرص و ہوس اور ہمیں یہ فکر
دو گز کے بیچ رشتۂ جاں کس طرح بنے

عاصم شہنواز شبلی

عاصم شہنواز شبلی

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

باسمہٖ تعالیٰ

ہوس کبھی نہ رہی سر کو کج کلاہی کی
کہ پا برہنہ بھی ہم مثلِ شہریار چلے

طرزی
۵ جنوری ۲۰۱۲ء

عبدالمنان طرزی

وہ دنیا والوں کے غم بھی تھے لائقِ صد احترام
ہم نے جتنا غم نصابِ عشق میں شامل کیا

[illegible]
28.03.03

کلیم قیصر

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93

Mahar Online Composing Center Chishtian (Mahar. M. Mazhar Kathia) 03037619693

2014ء اور 2015ء میں ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی کی نئی کتابیں

تنقید و تفہیم	ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی	2014ء
انگیکا زبان: پس منظر، پیش منظر	〃 〃	2014ء
اردو: معیار اور استعمال: لسانی مطالعے کے حوالے سے	〃 〃	2014ء
لسانی لغت (غازی علم الدین کے حوالے سے) دوسرا اور تیسرا ایڈیشن	〃 〃	2014ء
علیم طاہر کے گیت کا نیا منظر نامہ	〃 〃	2014ء
منصور عمر کی شاعری کا شناس نامہ	〃 〃	2014ء
ہمعصر اردو رسائل: جائزہ	اصنام پبلی کیشنز، وشاکھاپٹنم	2014ء
ساحر شیوی: کوکن کا فردوسی	موڈرن پبلشنگ ہاؤس، دہلی	2014ء
پاپا اب ایسا نہیں ہوگا	رحمانی پبلی کیشنز، مالیگاؤں	2014ء
اردو آٹوگراف بک	ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی	2015ء
پرت در پرت	〃 〃	2015ء
تنقید کی نئی لہر	〃 〃	2015ء
ماں تیرے نام	〃 〃	2015ء
رحمانی سلیم احمد کی تحریری جہتیں	〃 〃	2015ء
دوہا غزل دوہا گیت: چندر آراہ	〃 〃	2015ء
اردو میں بچوں کا ادب	〃 〃	2015ء
وزیر آغا اور نئی تنقید	〃 〃	2015ء
نظم معریٰ اور نظم آزاد کی ہیئتیں	〃 〃	2015ء
مہرزریں کی غزلیہ اور نظمیہ شاعری کی تخلیقی آگہی	〃 〃	2015ء
یگانہ بازیافت اور وسیم فرحت کارنجوی	〃 〃	2015ء
رضوان احمد: صحافی اور افسانہ نگار	〃 〃	2015ء
مشتاق احمد کی شخصیاتی تنقید: جائزہ	〃 〃	2015ء
سناٹوں کا شور (باشتراک حلیم صابر)	〃 〃	2015ء
سلسلے اجالوں کے (باشتراک احسان ثاقب)	〃 〃	2015ء
لسانی لغت (غازی علم الدین کے حوالے سے) چوتھا ایڈیشن	〃 〃	2015ء
ہمعصر اردو رسائل: جائزہ (دوسرا ایڈیشن)	اصنام پبلی کیشنز۔ وشاکھاپٹنم	2015ء
اردو میڈیا: فاضل حسین پرویز کے حوالے سے	زیرطبع۔	جون 2015ء
عبدالحق امام کی رباعی میں تہہ داری	زیرطبع۔	جون 2015ء
ہر سانس محمدؐ پڑھتی ہے	زیرطبع۔	جون 2015ء

rekhta

Contact for M.Phill & Ph.D Thesis Writing and Composing 0303-761-96-93